غلام احمد قادیانی
اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

قیمت ۱۳۵
رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ
الفضل قادیان بٹالہ

529

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل
قادیان
اخبار ہفتہ میں تین بار
فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر
غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۵ روپے
شش ماہی ۳ روپے
سہ ماہی ۲ روپے

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۳۱
جلد ۱۲
مورخہ ۳۰ رمئی سنہ ۱۹۲۵ء یوم شنبہ مطابق ۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۳ھ

مدینۃ المسیح

۲۶ رمئی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ناساز تھی۔ لیکن باوجود اس کے حضور جلسہ تقسیم انعامات احمدیہ ٹورنامنٹ میں تشریف لے گئے۔ اور اپنے ہاتھ سے انعام تقسیم فرمائے۔ آج (۲۷) بفضل خدا حضور کی طبیعت اچھی ہے

جماعت احمدیہ لاہور کے جلسہ سالانہ پر جناب حافظ روشن علی صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب مولوی فاضل تشریف لے گئے ہیں۔ جناب چودہری فتح محمد صاحب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر۔ میر قاسم علی صاحب۔ شیخ محمد یوسف صاحب مولوی غلام احمد صاحب ۲۹ رکو روانہ ہونگے ؛

چندہ خاص ایک لاکھ کی میعاد ختم ہو رہی ہے۔ جن احباب نے تا حال موعودہ رقوم ادا نہیں کیں۔ انہیں ۳۱ رمئی تک ضرور روانہ کر دینی چاہئیں۔ تا بہترین ثواب حاصل کر سکیں ؛

احمدیہ ٹورنامنٹ

اگرچہ موسم سخت ناموافق تھا۔ کیونکہ گرمی بہت بڑھ گئی تھی۔ لیکن خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدیہ ٹورنامنٹ نہایت عمدگی اور خوبی کے ساتھ ختم ہوا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا تھا۔ ٹورنامنٹ کا افتتاح ۲۱ رمئی کو عصر کے بعد ہوا اور ۲۶ رمئی کو تقسیم انعامات اور گارڈن پارٹی پر اختتام پذیر ہوا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی مساعی جمیلہ اور سرگرم دلچسپی سے انتظام بہت اعلیٰ رہا۔ دیگر بزرگان سلسلہ نے بھی کسی نہ کسی رنگ میں شمولیت اختیار کر کے ٹورنامنٹ کی رونق میں اضافہ فرمایا۔ جناب ذو الفقار علیخان صاحب جناب چودہری فتح محمد صاحب۔ جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری۔ جناب قاضی عبد اللہ صاحب۔ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب وغیرہ اصحاب کرام نے بذات خود کھیلوں میں حصہ لیا۔ ہر دو سکولوں کے طلباء اور دیگر اصحاب قادیان نے بھی پوری پوری دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس دفعہ ٹورنامنٹ میں ایک بالکل نیا کھیل سماٹری شو تھا۔ جو ۲۴ رمئی طلباء سماٹرا نے بموجودگی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کھیلا۔ یہ ایک قسم کی لڑائی تھی۔ اسکے بعد حضور نے مدرسہ ہائی اور مدرسہ احمدیہ کی فٹ بال ٹیموں کا فائنل میچ ملاحظہ فرمایا۔

اس دفعہ جس قدر کھیلیں کھیلی گئیں۔ انکی تفصیل مع دیگر ضروری کوائف مولوی عبد القدیر صاحب بی اے اسسٹنٹ سکرٹری ٹورنامنٹ کمیٹی کی اس رپورٹ سے جو انہوں نے جلسہ تقسیم انعامات میں سنائی۔ اور جو آگے درج ہے احباب معلوم کر سکیں گے۔ ۲۶ رمئی عصر کے وقت مسجد نور کے سامنے کھلے میدان میں تقسیم انعامات کا جلسہ منعقد ہوا جس میں باوجود ناسازیٔ طبع حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لے گئے۔ حضور کی تشریف آوری پر ایک چھوٹی سی توپ جس کا آواز کافی بلند تھا۔ گیارہ فائر کئے گئے۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد شروع ہوئی۔ حضور نے اپنے ہاتھ سے انعام تقسیم فرمائے جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضور کے سامنے پیش کرتے جاتے تھے ؛

تقسیم انعامات کے بعد حضور نے بوجہ علالت طبع کرسی پر بیٹھے ہوئے مختصر تقریر فرمائی۔ جس میں ورزشی کھیلوں کی اہمیت۔ اور ان کی ضرورتیں بیان کی۔ اور مقابلہ کی کھیلوں سے بعض اوقات جو نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کے متعلق ذمہ وار اصحاب کو توجہ دلائی۔ یہ تقریر انشاء اللہ آئندہ درج کی جائیگی۔ تقریر کے بعد حضور نے دعا کی۔ اور پھر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی شاندار کوٹھی کے باغ میں تشریف لے گئے۔ جہاں ایک بڑی گارڈن پارٹی کا انتظام کیا گیا تھا۔ مٹھائی۔ نمکین اشیاء۔ خربوزے۔ ککڑی اور شربت سے احباب کی تواضع کی گئی۔ یہ اشیاء میزوں پر چنی ہوئی تھیں۔ سوائے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ سب نے کھڑے کھڑے کھائیں اور مغرب کے وقت یہ صحبت ختم ہو گئی۔

روئداد احمدیہ ٹورنمنٹ قادیان بابت ۱۹۲۵ء

بعض روکاوٹوں کی وجہ سے یہ ٹورنمنٹ اپنے وقت سے پیچھے ڈال گیا تھا۔ اور رمضان آ جانے کی وجہ سے اور بھی عرصہ التواء میں پڑ گیا۔ پھر گرمی اس قدر زیادہ ہو گئی۔ کہ اندیشہ تھا شاید اب کھیلیں ہو ہی نہ سکیں۔ لیکن الحمد للہ کہ ۱۸ مئی کو شروع ہو کر ۲۵ مئی کو بخیر و خوبی ختم ہو گیا۔ ٹیموں کی تقسیم اس دفعہ بھی حسب سابق تھی۔ یعنی جنٹلمینوں کی دو ٹیمیں ۱ جس میں ۳۰ سال سے زائد عمر والے احباب اور دوسرے جنٹلمین ۲ ۔ ۱۸ سال اور ۳۰ سال سے کم عمر والے احباب شامل تھے۔ ان دو ٹیموں کے علاوہ دو ٹیمیں مدرسہ ہائی اور مدرسہ احمدیہ کی تھیں۔ گرمی زیادہ ہو جانے کی وجہ سے تمام کھیلیں نہیں رکھی گئی تھیں۔ گیمز میں سے ہاکی فٹ بال۔ کرکٹ والی بال اور کبڈی رکھی گئی تھیں۔ اور اتھلیٹکس میں سے سو گز کی دوڑ۔ دو کوس والی دوڑ۔ آہستہ سائیکل چلانا۔ سائیکل کی تیز دوڑ۔ ایک ٹانگ کی دوڑ۔ گولہ پھینکنا۔ گیند پھینکنا۔ لمبی چھلانگ۔ اونچی چھلانگ۔ گتکا اور نشانہ بندوق رکھے گئے تھے۔ گیمز میں صرف جیتنے والی ٹیم کے لئے انعام رکھا گیا تھا۔ اور اتھلیٹکس میں اول و دوئم کے لئے۔

فٹ بال میں چار ٹیمیں شامل ہوئیں۔ جن میں سے مدرسہ احمدیہ کی ٹیم اول رہی۔ ہاکی میں بھی چار ٹیمیں شامل ہوئیں۔ اور اس میں بھی مدرسہ احمدیہ کی ٹیم جیتی۔ یہاں اس امر کا ذکر کر دینا شاید نامناسب نہ ہوگا۔ کہ ہائی سکول کی ٹیم کا کھیل نہایت اچھا تھا۔ اور یہ میچ نہایت دلچسپی کے ساتھ دیکھا گیا۔ کرکٹ میں بوجہ شدت گرمی اور تنگی وقت صرف دو ٹیمیں تھیں۔ ایک طرف دونوں جنٹلمین ۱ ۲ اور دوسری طرف دونوں سکول۔ سکولوں کی ٹیم اس میں جیتی۔ والی بال میں جنٹلمین ۱ نے حصہ نہیں لیا۔ اس وجہ سے اس میں تین ہی ٹیمیں شامل ہوئیں۔ جس میں سے مدرسہ احمدیہ کی ٹیم اول رہی۔ کبڈی میں صرف دونوں سکولوں کی ٹیمز نے حصہ لیا۔ جن میں سے میدان ہائی سکول کی ٹیم کے ہاتھ رہا۔ اتھلیٹکس میں انعامات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سو گز کی دوڑ۔ اول ملک عبد العزیز صاحب مدرسہ احمدیہ دوئم سید محمد عبد اللہ صاحب جنٹلمین ۲۔ گیند پھینکنا اول غلام محمد صاحب پٹھان مدرسہ احمدیہ ۷۹ گز ۱ فٹ ۵ انچ دوئم ملک عبد العزیز صاحب مدرسہ احمدیہ ۷۹ گز ۲ فٹ ۲ انچ

ایک ٹانگ کی دوڑ۔ اول محمد اسماعیل صاحب رام پوری ہائی سکول۔ دوئم ملک عبد العزیز صاحب مدرسہ احمدیہ۔ سلو سائیکل ریس۔ اول ملک عبد الکریم صاحب ہائی سکول۔ دوئم عبد القادر جنٹلمین ۲۔ تیز سائیکل ریس۔ اول عبد القادر صاحب جنٹلمین ۲۔ دوئم محمد اسماعیل صاحب ہائی سکول

گولہ پھینکنا۔ اول فضل کریم صاحب جنٹلمین ۲ ۲۸ فٹ ۵ انچ
دوئم چوہدری علی محمد صاحب جنٹلمین ۲ ۲۶ فٹ ۱½ انچ
اونچی چھلانگ۔ اول ملک عبد الکریم صاحب ہائی سکول ۴ فٹ ۱۱ انچ
دوئم سید محمد عبد اللہ صاحب جنٹلمین ۲ ۴ فٹ ۵ انچ
لمبا کودنا۔ اول فضل کریم خاں صاحب جنٹلمین ۲ ۱۹ فٹ ۴ انچ
دوئم فتح محمد صاحب ہائی سکول و چوہدری علی محمد صاحب جنٹلمین ۲ ۱۷ فٹ ۳ انچ

گتکا۔ اول محمد امین صاحب ہائی سکول۔ دوئم فضل کریم صاحب جنٹلمین ۲۔ نشانہ لگانا۔ اس میں دو گروپ تھے۔ چھوٹی عمر والے گروپ میں اول صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب مدرسہ احمدیہ۔ دوئم میاں مظفر احمد و محمد احمد صاحب مدرسہ ہائی۔ دوسرے گروپ میں سے اول خان گل محمد خاں صاحب جنٹلمین ۲۔ دوئم حضرت مرزا شریف احمد صاحب جنٹلمین ۱۔ گویا کل انعاموں میں سے جن کی تعداد ۳۰ ہے (سپیشل انعامات کے علاوہ) ۹ مدرسہ احمدیہ نے حاصل کئے۔ اور سات مدرسہ ہائی نے۔ اور گیارہ جنٹلمین ۲ نے۔ ایک انعام میں ہائی سکول اور جنٹلمین ۲ دونوں شریک ہیں۔ اور کرکٹ کے انعام میں دونوں مدرسے شامل ہیں۔ بچوں کے فٹ بال کے انعام میں بھی دونوں سکول شامل ہیں۔

اس ٹورنمنٹ کی ایک خصوصیت اس دفعہ یہ ہے۔ کہ اس خیال کی بنا پر کہ کوئی روح قائم نہیں رہ سکتی۔ جب تک کہ بچوں میں وہ روح پیدا نہ ہو جائے۔ ایک میچ فٹ بال کا پندرہ سال تک کی عمر کے بچوں کا رکھا گیا تھا۔ جس میں ایک طرف ہائی سکول کی ٹیم تھی۔ اور دوسری طرف مدرسہ احمدیہ کی۔ یہ میچ تمام ٹورنمنٹ میں سب سے زیادہ دلچسپ تھا۔ کھیل نہایت عمدہ اور چست تھی۔ پہلے ہائی سکول نے ایک گول کیا۔ لیکن وقت کے پچھلے حصہ میں مدرسہ احمدیہ کی ٹیم نے اتار دیا۔ اور گو زائد وقت دیا۔ تاہم مقابلہ ایسا برابر کا تھا۔ کہ فیصلہ نہ ہوا۔ اور انعام میں دونوں ٹیمیں برابر برابر شریک ہوئیں۔ اس ٹورنمنٹ کی دوسری خصوصیت جو پہلے ٹورنمنٹوں میں پائی نہیں جاتی یہ ہے کہ اس دفعہ ریکارڈ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ دوڑوں کے ریکارڈ اس دفعہ بھی نہیں لئے جا سکے۔ دوڑوں کے علاوہ۔ اونچی اور لمبی چھلانگ۔ گولہ اور بال تھرو کے ریکارڈ محفوظ کر لئے گئے ہیں۔ ایک خصوصیت اس ٹورنمنٹ کی یہ بھی ہے۔ کہ اسمیں ہمارے ساٹری دوستوں نے اپنے کرتب دکھائے۔ جو کہ نہایت دلچسپ اور میرے خیال میں مفید ہیں۔ ایک اور امر قابل ذکر یہ ہے۔ کہ اس دفعہ سب کمیٹی ٹورنمنٹ نے ایک یہ قاعدہ بنایا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے علاوہ سپیشل انعام صرف ممبران سب کمیٹی و ہیڈ ماسٹران و منیجران ہر دو سکول زیادہ از ... ممبران صدر انجمن احمدیہ رکھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی دوست ان احباب کے علاوہ کوئی خاص انعام رکھنا چاہیں۔ تو صرف مندرجہ بالا احباب کی وساطت سے قبول کیا جائے گا۔ میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جس دلچسپی کے ساتھ کھیلنے والوں نے کھیل میں حصہ لیا اور معززین نے جس دلچسپی کا اظہار قریباً ہر مقابلہ کے وقت تشریف لا کر فرمایا۔ وہ اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ جس روح کے پیدا کرنے کے لئے حضرت اقدس حضور امیر المومنین کے ایماء سے یہ ٹورنمنٹ شروع کیا گیا ہے۔ وہ روح ہم میں پیدا ہو رہی ہے اور ترقی پر ہے۔ چنانچہ جنٹلمین نمبر ۱ نے خوب تندہی سے ٹورنمنٹ میں حصہ لیا۔ اور فٹ بال کا پہلا میچ جو جنٹلمین نمبر ۱ اور مدرسہ احمدیہ میں ہوا۔ جو بدیں وجہ بہت دلچسپ تھا۔ کہ اس میں حصہ لینے والوں میں سے زیادہ تعداد ایسے اصحاب کی تھی۔ جن کی عمر یا کثرت مشاغل ایک بہت حد تک ان کو اس قسم کے کام میں روک بنے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ باوجود سرگرم حصہ لینے کے جنٹلمین نمبر ۱ نے کوئی انعام حاصل نہیں کیا۔ اور جب تک وہ آئندہ زیادہ شوق اور توجہ کے ساتھ اس کا خیال نہیں رکھیں گے۔ اس نقص کی اصلاح مشکل ہے بلکہ غالباً یہ نقص ترقی کرتا جائے گا۔

آخر میں میں ان احباب کا شکریہ ٹورنمنٹ کمیٹی کی طرف سے ادا کرنا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے اس ٹورنمنٹ کو کامیاب بنانے کی کوشش فرمائی۔ ان میں سب سے زیادہ قابل شکریہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے پریذیڈنٹ کمیٹی ہذا ہیں۔ جو حقیقتاً تمام ٹورنمنٹ کی روح اور جان تھے۔ انکے علاوہ مولوی عبد المغنی صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب ہائی سکول و ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ احمدیہ اور دونو سکولوں کے سٹاف خصوصیت سے قابل شکریہ ہیں۔ میں ٹورنمنٹ کمیٹی کی طرف سے ان تمام احباب کرام کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے اپنے اوقات خرچ کر کے ٹورنمنٹ کو رونق بخشی۔

میں ٹورنمنٹ کمیٹی کی طرف سے اور تمام حاضرین جلسہ کی طرف سے نہایت ادب کے ساتھ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ حضور نے باوجود اس قدر کثرت مشاغل اور ناسازی طبع کے از راہ ذرہ نوازی اس موقع پر تشریف لا کر ہماری ہمت افزائی فرمائی ہے۔ خدا کرے۔ حضور کا [illegible]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الفضل

قادیان دار الامان ۔ یوم شنبہ ۔ ۳۰ مئی ۱۹۲۵ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٭ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

کیا اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے؟

نمبر (۱)

(حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے کے قلم سے)

قَدۡ جَآءَکُمۡ بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ۚ فَمَنۡ اَبۡصَرَ فَلِنَفۡسِہٖ ۚ وَمَنۡ عَمِیَ فَعَلَیۡہَا ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَیۡکُمۡ بِحَفِیۡظٍ (سورۃ الانعام رکوع ۱۳)

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں ۔ جس نے دُنیا پر سب سے بڑا احسان یہ کیا ۔ کہ قرآن مجید جیسی کامل کتاب بھیجی جسے دوسری الہامی کتابوں پر ہزار ہا دیگر فضیلتوں کے علاوہ ایک یہ فضیلت حاصل ہے ۔ کہ اس میں دین کو کامل کر دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ اور دوسری عظیم الشان فضیلت جو اس کامل کتاب کو دوسری کتابوں پر ہے ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ یہ عقائد اور اعمال اور احکام شرعیہ اور دیگر امور ضروریہ دینیہ کی صرف ایک فہرست نہیں ہے ۔ بلکہ اس میں ہر ایک حکم اور ہر ایک عقیدہ کو دلائل قویہ اور براہین نیرہ کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے ۔ کوئی عقیدہ نہیں سکھایا گیا ۔ اور کسی امر کی جس کا تعلق ایمان سے ہے ۔ تعلیم نہیں دی گئی ۔ مگر قانون قدرت اور صحیفہ فطرت سے ایسے زبردست طریق کے ساتھ اس کا ثبوت پیش کیا گیا ہے ۔ کہ اسکے آگے ہر ایک سلیم طبیعت جو تعصب سے خالی ہو ۔ سر تسلیم خم کرتی ہے ۔ اور کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا ۔ مگر ایسے روشن اور درخشندہ پیرایہ میں اس کی حکمت اور ضرورت بیان کر دی گئی ہے ۔ کہ کسی صحیح العقل انسان کو اس کے قبول کرنے کے بغیر چارہ نہیں ۔ چونکہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کی آخری کتاب ایسے زمانہ کے ابتدا میں نازل ہوئی ۔ جو کہ انسان کی ذہنی اور عقلی ترقی کے کمال کا زمانہ تھا ۔ اور جس میں انسانی عقل ایسے ڈھب پر واقع ہونیوالی تھی کہ وہ کسی بات کو بغیر دلیل کے ماننے کے لئے تیار نہ تھی ۔ اس لئے اس آخری کتاب میں جو شریعت نازل ہوئی ۔ اور جو ایمانی باتوں کی تلقین کی گئی ۔ وہ نہ صرف ہر پہلو سے کامل اور افراط و تفریط کے نقص سے پاک ہیں ۔ بلکہ انکو دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ کے ساتھ مدلّل اور مبرہن بھی کیا گیا ہے ۔ خلاصہ یہ ہے ۔ کہ قرآن شریف دین کو ایمانیات اور اعمال کے ایک خشک مجموعہ کے رنگ میں پیش نہیں کرتا ۔ بلکہ اسے ایک سائنس اور فلسفہ کے رنگ میں تمام دنیا اور تمام آنے والی نسلوں کے سامنے پیش کرتا ہے ۔ چنانچہ جس عظیم الشان انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اسلام کی صداقت کو دنیا پر واضح اور روشن کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ۔ اور جس کو نادان نام کے مسلمان مخرب اسلام کہہ رہے ہیں ۔ اور اس طرح ایں مرد خانہ برانداز دین و ملت ما است (زج الکرامہ) کی پیشگوئی کی صداقت کو اپنے عمل اور زبان سے ثابت کر رہے ہیں ۔ اور جس کے اتباع کو سنگساری کی دھمکیاں دیکر اور جہاں ان کا بس چلتا ہے ۔ سنگسار کر کے ان لوگوں کے وارث اپنے تئیں ٹھہرا رہے ہیں ۔ جنہوں نے کہا تھا ۔ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَہُوۡا لَنَرۡجُمَنَّکُمۡ وَلَیَمَسَّنَّکُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (یٰس ع ۲) اس عظیم الشان انسان نے علمی دنیا کے سامنے قرآن شریف کا ایک چمکتا ہوا نشان جو پیش کیا ۔ جو اسے دنیا کی تمام مقدس کتابوں میں ممتاز کرتا ہے ۔ وہ یہی تھا ۔ کہ قرآن شریف کوئی بات بغیر دلیل کے نہیں منواتا ۔ بلکہ ہر ایک دعویٰ جسے وہ پیش کرتا ہے دلائل اور براہین سے ثابت کرتا ہے ۔ اس اسلام کے پہلوان نے دُنیا کے تمام مذاہب کے پیروؤں کو للکارا ۔ اور چیلنج دیا ۔ کہ اگر قرآن شریف کے مقابل کوئی اور الہامی کتاب ایسی موجود ہے ۔ تو اسے پیش کرو ۔ چنانچہ ہر میدان میں اس خدا کے برگزیدہ انسان نے قرآن شریف کے اس معجزہ کو عملی طور پر پیش کیا ۔ اور تمام مذاہب کے پیرو قرآن شریف کے اس معجزہ کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہ گئے ۔

اسکے بعد میں اسی نبی اُمّی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور صلوٰۃ و سلام کا تحفہ پیش کرتا ہوں ۔ جسے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین کر کے بھیجا ۔ اور جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَبِمَا رَحۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنۡتَ لَہُمۡ ۚ وَلَوۡ کُنۡتَ فَظًّا غَلِیۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِکَ (آل عمران ع ۱۷) جس نے اپنے نورانی وجود میں قرآن کریم کی کامل اور پاکیزہ تعلیم کا ایک مکمل اور مبارک نمونہ دُنیا کے سامنے پیش کیا ۔ اور جس کی سیرت کا پورا پورا نقشہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذہن رسا نے مندرجہ ذیل مختصر الفاظ میں کھینچا ہے کہ کان خلقہ القرآن (در منثور جلد ۶ صفحہ ۲۵۰)

اسکے بعد میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں ۔ کہ وہ خاتم النبیین کے اس خلیفہ پر صلوٰۃ و سلام نازل فرمائے ۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قدیم وعدوں کے مطابق چودہویں صدی کے سر پر اس لئے بھیجا ۔ کہ وہ اسلام کے مبارک چہرہ کو اس گرد و غبار سے پاک کر دے ۔ جس نے فیج اعوج کے زمانہ میں اس پر جمع ہو کر اسے دُنیا کی نظر میں بد نما کر دیا تھا ۔ اور اس کا چمکتا ہوا چہرہ اسکی صحیح اور اصلی شکل میں دُنیا پر ظاہر کر دے ۔

اما بعد ۔ ناظرین کرام کو علم ہے ۔ کہ گذشتہ اگست کے آخری حصہ میں ریاست کابل کی سرزمین میں ایک بہت بڑا ظلم کیا گیا ۔ ایک مخلص مومن کا ناحق خون کیا گیا ۔ صرف اس لئے کہ وہ اس بات پر ایمان لایا ۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس مسیح اور مہدی کے آنے کی خوشخبری دی تھی ۔ وہ مسیح موعود اور مہدی معہود دُنیا میں ظاہر ہو گیا ۔ اور خدا کے وعدے اور مقرر کردہ نشان پورے ہو گئے ۔ وہ ان آیات اللہ پر ایمان لایا ۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ظاہر کر کے اپنی ہستی کا ثبوت دیا ۔ اور اپنے تمام رسُولوں کی صداقت کو از سر نو دُنیا پر ثابت کیا ۔ اس نے خدا تعالیٰ کی باتوں کو پورا ہوتے دیکھا ۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو ظاہر ہوتے مشاہدہ کیا ۔ اور مسیح موعود کے ساتھ نصرت الٰہی اور تائید ربانی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ۔ اور خدا کی باتوں پر ایمان لایا ۔

اس ہولناک واقعہ نے پرانے زمانے کا نقشہ ہماری نظروں میں تازہ کر دیا ۔ اور مومنین اور دشمنان حق کا جو تذکرہ ہم قرآن شریف میں پڑھتے تھے ۔ اسکی تصدیق کی ۔ کیونکہ جب ایک طرف اس شہید مرحوم نے وہی اخلاص ۔ وہی ایمان اور وہی ثبات دکھایا ۔ جو انبیاء کے سچے مومن ہمیشہ سے دکھلاتے آئے ہیں ۔ تو دوسری طرف کابل کی گورنمنٹ نے اسکے ساتھ وہی سلوک کیا ۔ جو قدیم سے الٰہی سلسلوں کے دشمن حق کے پرستاروں کے ساتھ کرتے چلے آئے ہیں ۔ اگر حضرت نعمت اللہ خان کی مثال نے حضرت خبیبؓ کی یاد کو ہمارے دلوں میں تازہ کیا ۔ تو کابل کے قاتلوں نے ان کفار قریش کا نمونہ ہمارے سامنے پیش کیا ۔ جنہوں نے بے کس اور بے بس مسلمانوں کو نہایت بے رحمی سے شہید کیا ۔

لیکن اگر صرف اتنا ہوتا۔ کہ کابل کے لوگ حضرت نعمت اللہ خان رضہ کو پکڑ کر قتل کر دیتے۔ تو اس کا نتیجہ یہی ہوتا۔ کہ دنیا سمجھ لیتی کہ افغانستان ایک وحشی ملک ہے۔ جہاں کے لوگ جاہل اور متعصب ہیں۔ اور انہوں نے مذہبی جنون کی وجہ سے جوش اور تعصب سے اندھے ہو کر ایک انسان کو ناحق مار ڈالا ہے۔ اس صورت میں اس وحشیانہ فعل کا الزام صرف افغانستان کے لوگوں یا ان معدودے چند انسانوں تک محدود رہتا — جو اس فعل کے مرتکب ہوئے۔ اور بس۔ لیکن نہایت ہی رنج اور مصیبت کا مقام یہ ہے۔ کہ جس طریق پر اس ظلم کا ارتکاب کیا گیا۔ اس سے صرف افغانستان کے قاتل بدنام نہیں ہوتے۔ بلکہ ان ظالموں نے اپنے ساتھ اسلام کے پاک دین کو بھی دنیا کی نظروں میں بدنام کیا ہے اور اسکو ایک وحشی اور خونی مذہب کے پیرایہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے تئیں بے قصور ٹھہرانے کے لئے یہ ظاہر کیا۔ کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے۔ اسلام کے حکم کی تعمیل میں کیا ہے۔

جب ان کے اس سفاکانہ فعل پر دنیا میں ہر طرف سے نفرت کا اظہار ہو رہا تھا۔ اور تمام کرہ زمین نفرین کے شور سے گونج رہا تھا۔ اور سب قومیں اس انسانیت سے گرے ہوئے فعل کو سخت حقارت کی نظر سے دیکھ رہی تھیں۔ اس وقت دنیا کو یہ بتلایا گیا۔ کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے۔ عین اسلام کی تعلیم کے مطابق کیا ہے۔ اسلام ہمیں یہی سکھاتا ہے۔ اسلام کی شریعت حکم دیتی ہے۔ کہ جو شخص اسلامی عقائد سے منہ پھیر لے۔ اس کو پکڑ کر مار ڈالنا چاہیئے۔ یہ شخص چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا مرید تھا۔ جن پر علمائے کرام کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ پس یہی وجہ اس کو واجب القتل ٹھہرانے کے لئے کافی تھی۔ اس اعلان سے آپ لوگ قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ دنیا نے کیا سمجھا۔ اور اسلام کی نسبت کیسی رائے قائم کی۔ وہ اہل دنیا جو اس سفاکانہ قتل کو ایک وحشیانہ اور انسانیت کے درجہ سے گرا ہوا فعل یقین کر رہے تھے۔ جب ان کو بتلایا گیا۔ کہ یہ خون ناحق کابل کی تلوار نے نہیں۔ بلکہ اسلام کی تلوار نے بہایا ہے۔ تو آپ خود بھی سوچ لیں۔ انہوں نے اس اطلاع پر اسلام کو کس نظر سے دیکھا ہوگا۔ وہ دنیا جسے پہلے سے ہی اسلام کے دشمن یہ بتاتے چلے آئے ہیں۔ کہ اسلام ایک جبر و اکراہ کا دین ہے۔ اور یہ کہ یہ دین تلوار کے ذریعہ سے دنیا میں آیا۔ اور تلوار کے ذریعہ سے ہی اب تک قائم ہے۔ جب انہوں نے خود اسلام کے "ادانی دوستوں" سے یہ سنا۔ کہ اسلام یہ سکھاتا ہے۔ کہ جو شخص دین اسلام کو چھوڑنا چاہے۔ اسے فوراً تلوار کے گھاٹ اتار دو۔ تو کیا انہوں نے یہ یقین نہ کر لیا ہوگا۔ کہ اسلام کی نسبت جو ہم صدہا سال سے یہ سنتے چلے آئے تھے۔ کہ وہ جبر و اکراہ کا دین ہے۔ وہ سچ تھا۔ اور جن لوگوں نے اس کے خلاف ہمیں بتلایا۔ وہ صرف ایک حقیقت کو چھپانے کے لئے ناکام کوشش کر رہے تھے۔

غرض کابل کے قاتلوں نے اپنے فعل کو اسلام کی طرف منسوب کر کے غیر اسلام کی جڑ پر ایک ایسی تیز کلہاڑی چلائی ہے۔ کہ اسے دشمن کی نظر میں جڑ سے کاٹ کر زمین پر گرا دیا ہے۔

غیر احمدیوں کے افسوسناک اخلاق

ہم میں اور غیر احمدیوں میں دینی مسائل کے متعلق اختلاف ہے۔ نہ کہ ذاتیات کا۔ اس لئے تقاضائے شرافت انسانیت یہ ہونا چاہیئے کہ دینی مسائل کو نہایت متانت اور سنجیدگی سے دلائل اور براہین کے ساتھ حل کیا جائے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے مخالفین کا عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ ان کے پاس ہمارے خلاف استعمال کرنے کے لئے اگر کچھ رہ گیا ہے۔ تو صرف تمسخر اور استہزاء۔ بدزبانی اور بدکلامی۔ فرضی اور بناوٹی داستانیں۔ یہ جہاں اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ وہ میدان دلائل میں شکست فاش کھا چکے ہیں۔ وہاں اس بات کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ کہ ان لوگوں کے اخلاق اور عادات اس قدر خراب ہو چکے ہیں۔ کہ ایک روحانی مصلح کی ضرورت بڑی شدت کے ساتھ ثابت کر رہے ہیں۔

مخالفین احمدیت کے دلائل

ہمارے اس دعوٰی کا ثبوت "زمیندار" (۹ مئی) کی حسب ذیل سطور پیش کر رہی ہیں۔

"ناگاہ بیچ حجرہ سیاسی ہمارے کے بھتے آئے مرزا بشیر الدین محمود مالک تھیٹریکل کمپنی قادیان کے اور کہا اے حضور ضیاء الملک ملا رموزی صاحب واسطے دیتا ہوں تم کو اس نئے خطاب تمہارے کا کہ پیچھا چھوڑ دو تم میرا اور امت میری کا اخبار زمیندار سے کہ دھو کر کے پڑا ہے وہ پیچھے ہمارے بیچ معاملہ سنگساری بیوی بچوں ہمارے کے۔ مگر اے عجیب وہ گھڑی ہنسی اور غصہ کی بڑھانے والی کہ ڈانٹ دیا ہم نے ان کو ساتھ عصا اپنے کے۔ اور فرمایا ہم نے کہ نزدیک اللہ مہربان قدرت والے اور زمیندار لاہور والے کے نہیں ہیں خطائیں تمہاری اس قابل۔ کہ معاف کیا جائے ان کو۔ البتہ اگر رشوت نقد دو تم ہم کو تو بذریعہ ہوائی جہاز گورنمنٹ ہند کے روانہ کر دیں۔ ہم تم کو انگورہ تاکہ مانند شیخ سعید کردستانی باغی کے معاملہ کریں ساتھ تمہارے مصطفےٰ کمال پاشا۔ پس اگر رضامند ہو تم واسطے پھانسی یا خودکشی کے۔ تو معاف کر دیگا۔ اخبار زمیندار تم کو اور ہم کو۔"

ہر ایک وہ شخص جو عقل اور انصاف سے حصہ رکھتا ہے ان سطور کو پڑھ کر سمجھ سکتا ہے۔ کہ احمدیت کے خلاف یہ کیسے معقول دلائل ہیں۔ کیا ہمارے مخالفین انہی دلائل کی بناء پر سمجھتے ہیں۔ کہ احمدیت کی اشاعت کو روک دیں گے۔ حالانکہ ان کی یہی حالت احمدیت کی ضرورت اور اہمیت ہمدردان اسلام پر ثابت کر رہی ہے۔ اس قماش کے مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تمسخر و استہزاء ہمیشہ باطل پرست اور گمراہ لوگوں کا شیوہ رہا ہے۔ اور آج تک کبھی کسی حق پرست جماعت نے یہ شرمناک رویہ اختیار نہیں کیا۔ اس سے سمجھ لیا جائے۔ کہ وہ کن لوگوں کے قدم بقدم چل رہے ہیں:

مولوی محمد علی صاحب کی ایک تقریر

مولوی محمد علی صاحب "آف کا مریڈ" نے اپنی ایک حال کی تقریر میں فرمایا۔

"اسلام کو تاقیامت باقی رہنا ہے۔ اب کسی دوسرے نبی کی بعثت نہ ہوگی۔ تیرہ سو برس گزر گئے۔ مگر سوائے چند بے عقلوں کے خاتم النبیین کے بعد کوئی بھی کسی نئے متنبی پر ایمان نہیں لایا۔ وحی کا سلسلہ تیرہ سو برس سے زیادہ ہوا کہ ہمیشہ کے لئے دنیا سے منقطع ہو گیا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کے بعد سوائے تبلیغ اسلام کے اب کسی چیز کی ضرورت نہیں رہی۔ لیکن اسلام کی مخالفت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا ہے۔ دشمنان اسلام اس کو طرح طرح سے مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔" (ہمدرد ۱۵ مئی)

رسول کریم کے بعد نبی

بلاشبہ اسلام تاقیامت باقی رہیگا۔ اور کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو اسلام کا ایک شعشہ بھی مٹا سکے لیکن جس طرح حضرت موسیٰؑ کے بعد شریعت موسوی کی تجدید اور حفاظت کے لئے انبیاء آتے رہے۔ اسی طرح اسلام کی حفاظت کے لئے بھی انبیاء کا آنا ضروری ہے۔ اور اس سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ اسکی خوبی ظاہر ہوتی ہے۔ کہ اس پر

عمل کرتے ہوئے انسان روحانیت کے سب سے اعلےٰ درجۂ نبوت کو حاصل بھی کرسکتا ہے۔ ورنہ یہ کہنا پڑے گا کہ نبوت جسے خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے۔ وہ اسلام سے قبل تو حاصل ہوتی رہی۔ اور سب امتیں اس سے فیضیاب ہوتی رہیں۔ لیکن اسلام نے آکر دنیا کو اس نعمت سے محروم کردیا۔ اس طرح (نعوذ باللہ) رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دنیا کے لئے رحمت نہیں ثابت ہوسکتے۔ کیونکہ بقول ہمارے مخالفین آپ نے آکر نبوت کا دروازہ بالکل بند کردیا۔ اور آپ کی امت خیر امت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بنی اسرائیل میں تو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد کئی نبی مبعوث ہوئے۔ جو شریعت موسوی کی اشاعت اور تبلیغ کرتے رہے۔ لیکن شریعت محمدیہ میں ایک بھی نبی نہیں آسکتا۔

حفاظت اسلام کیلئے نبی کی ضرورت

حیرت ہے۔ جب کہا جاتا ہے۔ اور کہا گیا جاتا ہے۔ ہر ایک کو نظر آرہا ہے۔ کہ اسلام کی مخالفت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ دشمنان اسلام اس کو طرح طرح سے مٹانے کی کوشش کررہے ہیں۔ اور کرتے رہینگے۔ تو پھر یہ کیوں کہا جاتا ہے۔ کہ اسلام کی تائید اور حمایت کے لئے خدا تعالےٰ کسی نبی کو نہیں بھیج سکتا۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اسلام کی حفاظت چھوڑ دی ہے۔ اگر نہیں۔ تو پھر وہ کیا صورت ہے جو حفاظت اسلام کے لئے رکھی گئی ہے۔ اگر دشمنان اسلام کے مقابلہ کے لئے موجودہ مسلمان اور ان کے علماء کافی ہوتے۔ تو اسلام کی ہرگز یہ حالت نہ ہوتی۔ جو دکھائی دے رہی ہے۔ پس اگر اسلام کو مٹانے میں اس کے دشمن لگے رہیں گے۔ تو ضروری ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس کی حفاظت کا بھی انتظام کرے۔ اور ایسی حالت میں جب کہ خود مسلمان اسلام سے محض ناواقف ہوچکے اور اپنے اعمال اور اقوال سے اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ ضروری تھا۔ کہ خدا تعالےٰ ایک ایسے نبی کو مبعوث کرے جو اسلام کا خادم بن کر اس کی حفاظت اور اشاعت کا کام سنبھالے۔ اسی مقصد اور مدعا کے لئے حضرت مسیح موعود کو مبعوث کیا گیا ہے۔ اب دیکھ لو تمام دنیا میں صرف آپ ہی کی جماعت ہے۔ جو تبلیغ اسلام اپنی زندگی کا فرض اولین سمجھتی ہے۔ اور باوجود ایک قلیل اور غریب جماعت ہونے کے اکناف عالم میں اس کے مبلغ موجود ہیں۔ جو غیر مذاہب میں اسلام کی تبلیغ کررہے ہیں۔

چودھویں صدی کے مولوی

معزز معاصر "ہمدرد" کے لنڈنی نامہ نگار نے اپنے ایک "مکتوب" میں یہ بتانے کے لئے کہ بعض اوقات لنڈن کے اخبارات میں کس قسم کی خبریں شائع ہوجاتی ہیں۔ مذاقیہ رنگ میں لکھا تھا:۔

"عالم تعطیل میں تعجب نہیں۔ کہ آپ کا نامہ نگار بھی مکتوب فرنگ کو اس ہفتہ کے لئے ملتوی کرنا چاہتا۔ یہی ہوتا۔ مگر ایک اہم واقعہ پیش آگیا۔ جس کا اخباری رسم ورواج کے تحت میں فوراً حوالہ قلم کردینا ناگزیر سمجھا گیا۔ واقعہ کی نوعیت لنڈن کے اخبارات کے راویان شیریں مقال یوں بیان فرماتے ہیں۔ کہ پنجشنبہ کی شام کو پانچ بجکر ۱۲ منٹ گذرے تھے۔ کہ مسٹر لائڈ جارج کے دولت خانہ کی دہلیز پر ان کا محبوب کتا چند فٹ بال کھیلنے والوں سے جو تعطیل کو ذرا غیرمعمولی جوش و خروش کے ساتھ منا رہے تھے لپٹ پڑا اس طرح لپٹ پڑا۔ کہ ناخواندہ مہمانوں کو راہ فرار اختیار کرنی پڑی"

اس اہم "واقعہ" کو "زمیندار" نے اپنے "افکار و حوادث" میں اس اضافہ کے ساتھ درج کیا۔ کہ

"پچھلے دنوں ایسوشی ایٹڈ پریس نے ایک خبر چھاپی تھی۔ کہ وائسرائے نے اوٹکمنڈ میں انیس مچھلیاں پکڑیں۔ تازہ ولائتی ڈاک میں ایک اس سے بھی زیادہ اہم واقعہ شائع ہوا ہے"۔

ہم نہیں سمجھتے "زمیندار" یا کسی اور کو اس قسم کی خبروں پر تعریض کرنیکا کیا حق حاصل ہے۔ جب کہ ان کے "غازی اعظم" "بطل حریت" اور "اسلام کی واحد امید" غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے متعلق انہی ایام میں یہ خبر شائع ہورہی ہے۔ کہ

"رئیس جمہوریہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کتے کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ کہ اس نے ان کے دائیں ہاتھ پر کاٹ لیا۔ فوراً ماہرین فن ڈاکٹروں کو بلایا گیا۔ حالت رو بصحت ہے"۔

یہ دونوں واقعات نہ صرف "اہمیت" کے لحاظ سے ایک سے ہیں۔ بلکہ نتائج کے لحاظ سے بھی ایک ہی سے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اگر "لنڈنی اخبارات" نے مسٹر لائڈ جارج کے کتے کا ذکر اس لئے کیا۔ کہ اس نے اپنے آقا کی شہرت اور روایات کو بطور "دوست صادق" قائم رکھنے کی کوشش کی۔ تو "اسلامی اخبارات" نے بھی غالباً "غازی کمال پاشا" کے "کتے" کا ذکر اسی لئے کیا ہے۔ کہ اس نے بھی اپنے آقا کی اس شہرت کو برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ جو ایک شخص کو خود "خلیفۃ المسلمین" بنا کر اور "مسند خلافت" پر بٹھا کر اسکے متعلق وہ حاصل کرچکے ہیں۔ امید ہے۔ اب مسٹر لائڈ جارج کے کتے کی خبر کو اہمیت دینے سے دریغ نہ کیا جائیگا

لیکن اگر کسی قسم کا تردد ابھی باقی ہو۔ تو علماء کرام کے عمل کو دیکھ لینا چاہیئے۔ جناب "خطیب العلماء مولینا قاری حکیم نذیر احمد خجندی" نے اپنے اخبار غالب (۲۳ رمئی) کے تازہ پرچہ میں اپنی نہیں بلکہ اپنے کاتب کی بلی کے مرنے کی خبر نہایت "دردناک" الفاظ میں درج کی ہے۔ جسے انہوں نے ایسا روحانی اور جسمانی صدمہ اور مصیبت سمجھا۔ کہ آیت استرجاع کی تلاوت کے بغیر انہیں صبر و قرار نہ آیا۔ چنانچہ چھ ہفتہ بند رہنے کے بعد جو پرچہ وہ شائع کرسکے ہیں۔ اس میں اس حادثہ کا ذکر بایں الفاظ فرماتے ہیں:۔

"رنج یہ ہوا۔ کہ ان (کاتب صاحب) کی بلی "منی" نام شکر بائی ڈینشا پیٹٹ وٹرنری ہسپتال میں بچہ جنتے ہوئے رخصت ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون"

581

جب ایک "خطیب العلماء" اور "مولانا" اپنے کاتب کی بلی کی موت کو اس قدر "اہم واقعہ" سمجھیں اور اسے شائع کرتے ہوئے اس آیت کی تلاوت فرماتے ہیں۔ جس کی نسبت آتا ہے۔ اذا اصابتہم مصیبۃ "قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون" تو پھر لنڈن کے اخبارات کا لائڈ جارج کے کتے کی خبر شائع کرنا کونسی تعجب انگیز بات ہے

"ہمدرد" کے لنڈنی نامہ نگار نے اپنے اسی نامہ کو جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ حسب ذیل الفاظ میں ختم کیا تھا:۔

"اگر مسٹر لائڈ جارج کے کتے یا مسٹر بالڈون کی بلی۔ یا لارڈ برکن ہیڈ کے خرگوش کے متعلق مزید اطلاعات حاصل ہونگی تو ان کو آئیندہ ہفتہ کے لئے ملتوی کرنا پڑے گا"

معلوم نہیں نامہ نگار مذکور کو کتے۔ بلی یا خرگوش کے متعلق کوئی اطلاع ملی یا نہیں۔ لیکن اگر وہ یہ توقع ہندوستان کے علماء کے متعلق رکھتا۔ تو ضرور پوری ہوجاتی۔ کیونکہ لنڈن کے امرا اور وزرا "کتے بلیوں" سے جس قدر انس رکھتے ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ ہندوستان کے علماء ان سے قلبی تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سے اگر کسی کا اپنا "کتا" یا بلی مرجائے۔ تو نہ معلوم کیا اندھیر آجائے۔ ان کے محلہ یا شہر میں بھی اگر کوئی کتا یا بلی مرتی ہے۔ تو ان کے حساس اور نازک دل پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ اور وہ بے اختیار انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

کیا علماء کی یہ حالت ثبوت نہیں ہے۔ اس امر کا کہ ان کی فطرتیں مسخ ہوچکی ہیں۔ وہ کتے بلیوں کے مرنے پر بے حد رنج اور تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ اور ان کے ذکر کو اخبار میں جگہ دیتے ہیں۔ لیکن اسلام پر ... دشمن جو حملے کر رہے ہیں اور جو ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو مرتد بنا رہے ہیں۔ اس کا انہیں کچھ بھی احساس نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۲ مئی ۱۹۲۵ء

اخلاق اور معاملات کی درستی کس طرح ہو سکتی ہے

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں اخلاق کے متعلق اور معاملات کے متعلق کچھ بیان کیا تھا۔ اور اس کی طرف دوستوں کو توجہ دلائی تھی۔ آج میں اسی سلسلہ مضمون میں بعض اصولی مسائل کو لینا چاہتا ہوں۔ جن کے ذریعہ اخلاق اور معاملات کی درستی میں مدد ملتی ہے۔

انسانی ترقی کا تعلق دوسروں سے

یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انسان کو خدا تعالےٰ نے ایسا پیدا کیا ہے۔ کہ اسکی اخلاقی اور دنیوی ترقی بہت حد تک اسکی اپنی ذات کے ساتھ ہی تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ اس کی ترقی کی وابستگی دیگر بنی نوع انسان کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں۔ جو اپنی ذات میں اپنی ترقی اور اصلاح میں بعض دوسرے لوگوں کا محتاج نہیں۔ اور اس کی ترقی دوسروں کے ساتھ وابستہ نہ ہو۔ اس کے سارے کے سارے اعمال دوسرے لوگوں کے وجودوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ بعض خدا تعالیٰ سے اور بعض انبیاء و رسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور بعض امور میں وہ دوسرے انسانوں سے مل کر خدا تعالےٰ کا قرب پانے اور اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کا محتاج ہے۔ پس کیا بلحاظ اخلاق اور کیا بلحاظ معاملات انسان کامل ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک وہ دوسروں سے تعلق نہ رکھے۔ اور ان سے سیکھے نہیں۔ ہم انسان کی بناوٹ کے لحاظ سے دیکھتے ہیں۔ کہ اس کے علم کا بیشتر حصہ وہ ہے۔ جو وہ دوسروں سے سیکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ ایک انسان کے علم کے اگر سو نمبر ہوں۔ تو ان میں سے ننانویں نمبر ایسے ہونگے۔ جو اس نے دوسروں سے حاصل کئے ہونگے۔ اور شاید ایک اس کے تجربہ کا نتیجہ ہوگا۔ ہمارا کھانا پینا۔ سونا لکھنا۔ پڑھنا کوئی پیشہ، صنعت یا حرفت کرنا۔ یہ تمام ایسے امور ہیں۔ جو دوسروں سے سیکھے جاتے ہیں۔

گذشتہ بزرگوں کے تجربہ سے فائدہ

ہم کھانا کھاتے ہیں۔ اور کھانے کے لئے گیہوں کو منتخب کرتے ہیں۔ مگر ہمارا یہ انتخاب اس لئے نہیں۔ کہ ہم نے خود تجربہ کرنے کے بعد اس کو منتخب کیا ہے۔ بلکہ اس لئے ہے۔ کہ ہمارے ماں باپ اور بڑوں نے اس کو منتخب کیا اور کھایا ہے۔ اسی طرح ہم سالن میں نمک۔ مرچ ڈالتے ہیں۔ اس کا مفید ہونا نہ ہونا ہم نے اپنے تجربہ سے معلوم نہیں کیا۔ بلکہ ماں باپ کے تجربہ سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح سبزیوں کے متعلق کہ فلاں گرم ہے۔ فلاں گلے کو نقصان پہنچاتی ہے۔ فلاں کھانسی پیدا کرتی ہے۔ کیا ہم نے خود تجربہ کر کے دیکھا اور معلوم کیا ہے۔ نہیں بلکہ ہم نے ماں باپ سے سنا اور مان لیا۔ اسی طرح ادویہ کا حال ہے ڈاکٹروں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں۔ جس نے ہر ایک دوائی کو خود تجربہ کر کے اس کا مفید یا غیر مفید ہونا معلوم کیا ہو۔ شائد کوئی ایک آدھ دوائی ایسی ہو۔ جو کسی ڈاکٹر کو ذاتی تجربہ سے معلوم ہوئی ہو۔ ورنہ سب کی سب دوائیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ کتابوں میں لکھا ہوتا ہے۔ یہ بلغم نکالتی ہے یہ ورم پیدا کرتی ہے۔ یا یہ درد دور کرتی ہے وغیرہ۔ تو انسان کے علم کا اکثر حصہ وہی ہوتا ہے۔ جو دوسروں سے سنی سنائی باتیں ہیں۔ بلکہ اگر صبح سے شام تک انسان جو افعال کرتا ہے۔ اور جن کو اچھا یا بُرا کہتا ہے۔ انہیں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ بعض دفعہ سارے دن میں ایک بھی ایسی بات نہیں ہوگی۔ جو اس نے اپنے تجربہ سے معلوم کی ہو۔ کہ یہ اچھی ہے۔ یا بری۔ بلکہ سب کے سب دوسروں کی تجربہ شدہ ہونگی۔ پس ہمارے علم کا بیشتر حصہ دوسروں کا محتاج ہے

ہر ایک امر کی بنیاد اپنی عقل پر رکھنا درست نہیں

اس لئے ہر ایک بات کی بنیاد صرف اپنی عقل پر رکھنا درست نہیں۔ یہ صحیح ہے۔ کہ انسان کی اپنی واحد عقل بھی اس کے علوم کی ترقی کا ایک ذریعہ ہے۔ لیکن یہ بات بھی تو ہے۔ کہ بنی نوع انسان کی مجموعی عقل بھی ایک بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ پس صرف اس کی واحد عقل ہی اس کی ترقی کا ذریعہ نہیں۔ بلکہ اور بھی بیسیوں عقلیں ہیں۔ جن کا اس کی ترقی میں ہاتھ ہے اور وہ اپنے مقابلہ میں اپنی واحد عقل کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس وقت وہ یہ نہیں کہتا۔ کہ میں ہی صحیح کہتا ہوں۔ اور دوسرے غلط کہتے ہیں۔ کیونکہ علم کے حصول کے لئے یہ کافی نہیں۔ کہ اس کی عقل کہدے۔ کہ یہ بات یوں ہے۔ تو وہ اسی طرح ہو۔ بلکہ دوسروں کی عقلیں جو کہتی ہیں۔ وہ درست ہوتا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان کی عقلیں کیا چیز ہیں۔ بلکہ عملی طور سے اسے یہی ماننا پڑتا ہے کہ اس کی عقل ان عقلوں کے مقابلہ میں کچھ چیز نہیں۔ اپنی واحد عقل کا فیصلہ اسی وقت قابل قبول ہو سکتا ہے جب کہ یہ کہا جائے ۔ کہ عقل کبھی غلطی نہیں کرتی۔ اور جب یہ کہا جائے گا۔ تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ سب عقلوں کو ایک ہی فیصلہ کرنا چاہیئے۔ یعنی جو بات ایک عقل کہتی ہے۔ وہی ساٹھ ستر یا سو عقلیں کہتی ہوں۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ عقلوں کے فیصلہ میں اختلاف ہوتا ہے۔ اس پر یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ عقل تو دوسروں کی بھی وہی کہتی ہے۔ جو اس کی کہتی ہے۔ لیکن وہ دھوکہ اور فریب کی راہ سے اس کے خلاف کہتے ہیں۔ کیونکہ روزمرہ کے واقعات اس امر کی تردید کرتے ہیں۔ اور ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عقل اکثر غلطی کرتی اور ٹھوکریں کھاتی ہے۔ پس جب عقل غلطی کرتی ہے۔ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ ایک عقل ساٹھ یا ستر عقلوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ورنہ پھر یہ کہا جائیگا۔ کہ سو آدمی جو ایک آدمی کی عقل کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں۔ وہ پاگل ہو گئے ہیں۔ اور ان کی عقلیں ماری گئی ہیں۔ لیکن چونکہ یہ بات بھی غلط ہے اس لئے یہ بھی صحیح نہیں۔ کہ ہم نے اپنی عقل سے جو فیصلہ دیا۔ وہ صحیح ہے۔ لیکن دوسرے ساٹھ یا ستر آدمیوں نے جو فیصلہ دیا ہے۔ انہوں نے بیوقوفی کی ہے۔

ایک عقل کے مقابلہ میں زیادہ عقلیں

جب کہ عقل غلطی کر سکتی ہے۔ اور کرتی ہے۔ تو پھر ایک کی عقل کے مقابلہ میں ساٹھ یا ستر آدمیوں کی عقلیں سچائی اور صحت کے دریافت کرنے کے زیادہ قریب ہوتی ہیں۔ یہ ممکن ہے۔ کہ ساٹھ یا ستر آدمیوں کی عقلیں بھی غلطی کر جائیں۔ مگر بالعموم جب وہ بے غرض ہو کر کسی معاملہ کے متعلق سوچیں گے۔ تو اس کا بیشتر حصہ ایسا ہوگا۔ جو صحیح اور درست ہوگا۔ پس اگر انسان یہ ارادہ کرلے۔ کہ وہ بہتوں کی عقلوں کے استدلال کا نتیجہ قبول کرے گا۔ تو وہ عموماً صحیح نتیجہ پر پہونچ جائے گا۔ ورنہ اگر وہ اپنی واحد عقل کو بہتوں کی عقل پر ترجیح دے گا۔ اور ان کو غلطی پر قرار دے کر ان کے فیصلہ کو رد کردے گا۔ تو وہ کبھی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکیگا۔ میرے نزدیک اخلاقی تباہی کی یہ بڑی بھاری وجہ ہے۔ کہ جب کوئی معاملہ پیش آتا ہے۔ تو جس کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے۔ وہ ذاتی فوائد کو مدنظر رکھ کر دوسروں کے فیصلہ کے متعلق یہ کہدیتا ہے۔ کہ میری عقل میں یہ بات نہیں آتی۔ اس لئے میں نہیں مانتا۔ دنیا میں مختلف معیار سچائی کے پرکھنے کے لئے ہوتے ہیں۔

دین اور عقل

دین میں معیار تو یہ ہے۔ کہ جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی۔ ہم اس کے ماننے کے لئے مجبور نہیں۔ اگر کوئی بات دین کی ہماری سمجھ میں نہیں آتی تو خدا تعالےٰ ہمیں معذور قرار دے گا۔ ہاں اگر ایک دین کی صداقت کسی کی عقل اور سمجھ میں آگئی ہے۔ مگر وہ اس لئے اسے قبول نہیں کرتا۔ کہ دوسرے لوگ یوں کہتے ہیں۔ تو وہ شخص قابل مواخذہ ہوگا۔ وہ شخص قابل مواخذہ نہیں ہوگا جس نے

نیک نیتی کے ساتھ ایک مذہب کو سمجھنے کی کوشش کی۔ مگر اس کی صداقت اس کی سمجھ میں نہ آئی۔ لیکن جب کوئی مذہب قبول کرلیتا ہے۔ تو تفصیل شریعت میں پھر یہ بات جاری ہو جائیگی کہ کسی امر کے متعلق کثرت کی کیا رائے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ ہوتا ہے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ یزید کے معاملہ میں بہت سے صحابہ سے دریافت کیا گیا۔ کہ کیا تم واقعی اسے حقدار خلافت سمجھتے ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ لیکن چونکہ کثرت نے اسے قبول کرلیا ہے۔ اس لئے ہم نے بھی مان لیا ہے۔ تو شریعت کی تفصیل میں آکر کثرت کی عقل اور سمجھ کو مقدم رکھا گیا ہے ہاں اصولی امور میں دوسروں کی عقلیں معیار نہیں۔ بلکہ اپنی عقل معیار رکھی گئی ہے ۔

معاملات کی صحت میں، محض اپنی عقل معیار نہیں ہو سکتی

تو ان معاملات میں جن کا تعلق دوسروں کے ساتھ ہوتا ہے۔ صرف اپنی عقل کسی طرح معیار نہیں ہو سکتی۔ بہت سے لوگ ایسے پائے جاتے ہیں۔ بلکہ کثرت ایسے ہی لوگوں کی ہے۔ جو معاملات میں دوسروں کے فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور ان کو غلطی خوردہ قرار دیتے ہیں حالانکہ فیصلہ کرنے والے ایسے ہوتے ہیں۔ جن کا فریقین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ وہ بالکل غیر جانبدار ہوتے ہیں۔ وہ یہ سمجھکر کہ ہماری عقل اس فیصلہ کو نہیں مانتی۔ اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی عقل پر بھروسہ کرکے اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اس لئے دوسروں کے حقوق ان کو نظر نہیں آتے۔ ان کے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے وہ اپنے فائدہ کی بات کے سوا دوسری کوئی بات سن نہیں سکتے۔ ان کی ناک کی حس ماری جاتی ہے۔ اس لئے سچائی کی خوشبو ان کو نہیں آتی۔ ان کی زبان کا ذائقہ جاتا رہتا۔ ان کی قوت لامسہ ماری جاتی ہے وہ گرد و پیش کے حالات کو محسوس نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا نہ ہو تو ہر شخص جس کے خلاف کوئی فیصلہ ہو۔ اس بات کو مد نظر رکھے۔ کہ کثرت نے اس کے خلاف فیصلہ دیا ہے۔ اور اکی واحد عقل سے ان کی زیادہ عقلیں صحت اور راستی کے زیادہ قریب ہو سکتی ہیں۔ تو سو میں سے ننانویں فیصلے ایسے ہوں۔ کہ جن میں کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ اور حقدار کو اصل حق ملجائے۔

کثرت رائے کا احترام نہ کرنے کے نقصان

اگر کثرت کی رائے کو قبول نہ کیا جائے۔ اور اپنی عقل کے مقابلہ میں اسے رد کر دیا جائے۔ تو پھر دیکھو۔ انتظام اور تمدن میں کس قدر تباہی واقعہ ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے کا کچھ روپیہ دینا ہے۔ دینے والا سمجھتا ہے کہ مجھے اتنا روپیہ دینا ہے لینے والا سمجھتا ہے کہ مجھے اس سے زیادہ لینا ہے۔ اب ضروری نہیں۔ کہ دینے والے نے اتنا ہی دینا ہو۔ جتنا وہ سمجھتا ہے۔ یا لینے والے نے اس سے زیادہ ہی لینا ہو جتنا دینے والا مانتا تھا۔ کیونکہ حرص اور طمع کی وجہ سے اگر ایک گھٹا سکتا ہے۔ تو دوسرا بڑھا بھی سکتا ہے۔ لیکن دوسرے لوگ جو ان دونوں کے بیانات کو سنتے ہیں۔ اور پھر تحقیق کرتے ہیں۔ وہ بطور قاضی کے یا بطور دوستانہ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ اتنا روپیہ بنتا ہے۔ اس فیصلہ کو اگر دینے والا اس لئے رد کر دیتا ہے۔ کہ یہ میری عقل اور میری سمجھ میں صحیح اور درست نہیں۔ تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگ پر ہمیشہ لوگوں کا حق مارتے رہتے ہیں۔ جس نے دینا ہوتا ہے وہ کہتا ہے مجھے تھوڑا دینا ہے۔ اور جس نے لینا ہوتا ہے وہ کہتا ہے مجھے زیادہ لینا ہے۔ اور دونوں اپنی اپنی عقل پر اپنے دعوی کی صحت کی بنیاد رکھتے ہیں۔ حالانکہ عقل نہ دینے والے کی سلامت ہوتی ہے نہ لینے والے کی۔ الا ماشاء اللہ۔ اور ننانویں فی صدی ایسے ہی واقعات ہوتے ہیں۔ کہ نہ واقعہ میں دینے والے نے اتنا دینا ہوتا ہے۔ جتنا اس سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اور نہ واقعہ میں دوسرے نے اتنا زیادہ لینا ہوتا ہے۔ جتنا وہ لینا چاہتا ہے۔ دونوں کی عقل بوجہ حرص اور طمع ماری جاتی ہے۔ ایسی حالت میں جو شخص فیصلہ نہیں مانتا۔ اور اسے رد کرتا ہے۔ اور معاملات میں اپنی عقل کے مقابلہ میں کثرت کی رائے کا احترام نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ خائن ہوتا ہے۔ میرا اپنا خیال ہے۔ کہ ننانویں فیصدی ایسے لوگ خائن ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ چونکہ خود صاحب غرض ہوتے ہیں۔ اور ان کی عقل ٹھکانے نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ خود صحیح فیصلہ دے نہیں سکتے۔ اور جو بے لاگ اور بے غرض ہو کر فیصلہ دیتے ہیں۔ انہیں وہ جھوٹا اور فریبی قرار دیتے ہیں۔ ہمیشہ میں نے دیکھا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری بات ہی صحیح ہے۔ اور دوسرے لوگ جو کہتے ہیں۔ وہ غلطی کرتے ہیں۔ ان میں سے سو میں سے ایک ایسا ہوتا ہوگا۔ اور اس ایک کے بھی سو مقدموں میں سے کوئی ایک مقدمہ ایسا ہوتا ہوگا۔ جس میں اسکی رائے اور اس کا فیصلہ صحیح ہو۔ ورنہ ایسے لوگوں کی مثال اس اندھے کی سی ہوتی ہے۔ جو آنکھوں والوں سے کہے۔ میں کس طرح مان لوں سورج موجود ہے۔ جبکہ مجھے نظر نہیں آتا۔ کیا اس اندھے کو سورج نظر نہ آنے سے واقعہ میں بھی سورج نہیں ہوتا۔ تو جتنے لینے دینے والے ہوتے ہیں یا دینے والے دونوں اندھے ہوتے ہیں۔ اور اندھا سورج کو کس طرح جھٹلا سکتا ہے ۔

کثرت رائے کو تسلیم نہ کرنے کا پہلا نقصان

تو اس کا پہلا نقصان اور بد نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایسا شخص ان لوگوں کو جو اس کا دین اور ایمان بچانے کے لئے اسکے سامنے صحیح فیصلہ پیش کرتے ہیں منافق قرار دیتا ہے۔ وہ تو اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ یہ کسی کا حق نہ مارے۔ اپنے حق سے زیادہ نہ لے۔ جس سے اس کا دین اور ایمان ضائع ہو جائیگا۔ مگر یہ ان کی نسبت یہ کہتا ہے کہ یہ فریبی منافق اور دہوکہ باز ہیں۔

دوسرا نقصان

پھر اس روش کا بد نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا شخص ظالم ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ دوسروں کا حق مارتا ہے

تیسرا نقصان

تیسرا بد نتیجہ انکی اس روش کا یہ ہوتا ہے۔ کہ ایسے لوگ اشاعت فاحشہ کے موجب اور مرتکب ہوتے ہیں۔ جس وقت کثرت ان کے خلاف فیصلہ دیتی ہے تو وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ساٹھ یا ستر آدمی جو فیصلہ دیتے ہیں وہ غلطی کر رہے ہیں۔ اس پر ان سب کو بدمعاش اور منافق قرار دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود کا فیصلہ موجود ہے۔ ڈاکٹر عبد الحکیم نے حضرت مسیح موعود کو لکھا کہ سوائے مولوی نور دین کے کوئی جماعت میں دیندار آدمی نہیں ہے۔ اس پر آپ نے اسے ایک جواب یہ دیا ۔ کہ بجائے اس کے کہ میں اپنی جماعت کے لاکھوں دینداروں کو بے دین قرار دوں یہ بہتر ہے۔ کہ میں تم کو جماعت سے خارج کر دوں۔ چنانچہ آپ نے اسے جماعت سے خارج کر دیا۔ کیونکہ اس سے نبی کی ذات پر بہت بڑا حملہ ہوتا ہے۔ اور اس کی بعثت کی غرض ہی بالکل فضول ٹھہرتی ہے، خدا تعالےٰ اسے اس لئے مبعوث کرتا ہے کہ اس کے ذریعے دیندار لوگ پیدا ہوں۔ پھر اگر کوئی شخص نبی کی جماعت کو نیک نہیں سمجھتا۔ تو اس کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ وہ اسے راست باز یقین نہیں کرتا۔ وہ خود منافق اور بے دین ہے۔ جو ساری جماعت کو خراب کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اشاعت فاحشہ کا جو نتیجہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ قوم سے بدی کا رعب جاتا رہتا ہے۔ اگر صرف ایک آدمی ایک بدی کا مرتکب ہو۔ تو وہ اپنی بدی کو چھپاتا یا اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کو اس بات کا احساس ہوتا ہے۔ کہ لوگ مجھے کیا کہینگے۔ لیکن جب وہ یہ سنے کہ اور بھی بہت لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں۔ تو پھر وہ اس بدی کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ اور اسکا رعب اس کے دل سے اٹھ جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ صرف میں ہی نہیں، اور بھی بہت سے لوگ میرے شریک ہیں۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے۔ جب ایک شخص کو کہا گیا۔ کہ تم نے یہ فعل کیوں کیا ہے۔ تو جواب میں اس نے کہا کہ فلاں نے بھی تو کیا ہے۔ وجہ یہ کہ انسان کی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے۔

کہ جب وہ دوسروں کو کسی جرم میں مبتلا سمجھتا ہے۔ تو اس جرم کو حقیر نہیں گناہ سمجھتا جسکا نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ اور بھی بہت سے اس جرم کے کرنے والے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ پہلے خود ٹھوکر کھاتے اور صداقت سے دور ہو جاتے ہیں۔ پھر دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب اور صداقت سے محرومی کا باعث ہو جاتے ہیں۔ پس ایسے لوگ جو معاملات میں کثرت رائے کا احترام نہیں کرتے اول وہ ظالم بنتے ہیں۔ کیونکہ دوسروں کا حق مارتے ہیں۔ پھر قوم کے اخلاق کو اشاعت فاحشہ کے ساتھ تباہ اور برباد کرتے ہیں۔ اور پھر مامور اور خدا کے رسل پر ان کا ایمان متزلزل ہو جاتا ہے۔ اور وہ مرتدین میں شامل ہو جاتے ہیں۔

سلامتی کا طریق

اگر ایسے معاملات میں انسان یہ سمجھ لے کہ میں لینے والا یا دینے والا ہوں۔ میری عقل یہ فیصلہ کرے گی۔ اس میں حرص اور طمع کا دخل ہو سکتا ہے۔ اس لئے اپنی حرص اور طمع کی وجہ سے میری عقل ماری ہوئی ہے۔ میرے معاملہ میں دوسرے لوگ بے غرض ہو کر جو فیصلہ دینگے۔ وہی زیادہ صحیح اور درست ہوگا۔ تو پھر وہ کسی کا حق نہیں مارے گا۔ اور ننانویں فی صدی ایسے فیصلے ہونگے جن میں کسی کی حق تلفی نہ ہوگی۔ کیونکہ اس طرح انسان ہوشیار اور چوکس ہو جاتا ہے۔ اور وہ ظلم اور اشاعت فاحشہ سے بھی بچ جاتا ہے۔ مامور اور مرسل پر جو اس کا ایمان ہوتا ہے۔ وہ بھی سلامت اور محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ ایک عقل کے مقابلہ میں زیادہ عقلیں صداقت اور راستی کے دریافت کرنے کے بہت زیادہ قریب ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ کبھی سو مقدمات میں سے کسی ایک آدھ مقدمہ کے فیصلہ میں غلطی بھی کریں۔ اور اس کا کچھ نقصان بھی ہو جائے۔ تو یہ نقصان ان فوائد کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھے گا۔ جو اسے دیگر مقدمات میں حاصل ہوئے ہیں۔ اور جن کی وجہ سے وہ نہ صرف بہت سے جرائم سے بچ گیا۔ بلکہ اس کا دین اور ایمان بھی محفوظ ہو گیا۔ تو اپنی ذات سے جو بات تعلق رکھتی ہو۔ اس کا فیصلہ تو خود قطعاً نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس کے متعلق دوسروں کی رائے کو ترجیح دینی چاہیئے۔ اور ان کے فیصلہ کو درست ماننا چاہیئے۔ اپنی ذات سے متعلق معاملہ پر انسان کس طرح غلطی کھا سکتا ہے۔ اس کا ایک دفعہ مجھے نہایت حیرت انگیز تجربہ ہوا۔ ایک شخص نے مجھے لکھا۔ میرا لڑکا بہت ہوشیار اور لائق تھا۔ خصوصاً عربی میں تو وہ بہت ہی لائق تھا۔ لیکن استادوں نے اس کو فیل کر دیا ہے۔ اب یہ ایسا معاملہ تھا۔ کہ اس کی فوراً تحقیق ہو سکتی تھی۔ کیونکہ پرچے لکھے ہوئے موجود ہوتے ہیں۔ میں نے وہ پرچے منگوائے عربی کے پرچے کے سو نمبر تھے جن میں سے اسے اڑھائی دیئے گئے تھے۔ اب اس میں غلطی کا پکڑنا بہت آسان تھا۔ اور بہت آسانی سے معلوم ہو سکتا تھا۔ کہ لڑکے کی غلطی ہے یا استادوں کی۔ لیکن میں نے جب اس پرچے کو دیکھا۔ تو مجھے نمبر دینے والے استاد پر سخت افسوس ہوا۔ کیونکہ وہ پرچہ اڑھائی نمبروں کے قابل بھی نہیں تھا۔ اس نے ایسے الٹ پلٹ جواب دیئے تھے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ اسے عربی سے مس ہی نہیں ہے۔ مثلاً اس سے سوال کیا گیا۔ مضاف کیا ہوتا ہے۔ تو اس نے لکھ دیا یفعل۔ اس سے مضارع کی گردان پوچھی گئی۔ تو اس نے جواب دیا کہ ذہب۔ یذہب۔ اذہب نمبر دینے والے استاد نے اس کی کسی بات کو صحیح سمجھ کر یہ نمبر دے دیئے۔ مگر دراصل اس نے اپنی طرف سے وہ بھی صحیح نہ لکھی تھی۔ بلکہ اس کی مثال ایسی ہی تھی۔ جیسے کسی شخص سے پوچھا جائے۔ انسان کی شکل کیسی ہوتی ہے۔ اور وہ کہدے۔ انسان وہ ہوتا ہے۔ جس کی ایک سونڈ اور دو آنکھیں ہوتی ہیں۔ اب یہ صحیح ہے۔ کہ انسان کی دو آنکھیں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن یہ کہکر کہ اس کی سونڈ ہوتی ہے۔ بتا دیا۔ کہ وہ جانتا ہی نہیں۔ انسان کسے کہتے ہیں۔ اور اس کا دو آنکھیں بتانا بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اسی طرح اس لڑکے کی حالت تھی۔ اس نے جو بات صحیح بتائی تھی۔ وہ بھی صحیح سمجھکر نہیں بتائی تھی۔ اس پر میں نے اس کے باپ کو لکھا۔ کہ میرے نزدیک تو اس لڑکے کو جتنے نمبر دیئے گئے ہیں۔ ان کا بھی مستحق نہیں ہے اس نے لکھا۔ لڑکے نے مجھے ایسا لکھا تھا۔ اس لئے میں نے اس کی بات صحیح خیال کر کے شکایت لکھدی تھی۔ اب ایک ایسا لڑکا کہ جو ماضی کی گردان ذہب۔ یذہب۔ اذہب کرتا ہے۔ اور یفعل کو مضاف بتاتا ہے۔ اپنی جگہ وہ بھی سمجھتا ہے۔ کہ مجھے فیل کیوں کیا گیا۔ مجھے اول درجہ کے نمبروں میں پاس کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن مجھے تعجب تھا۔ کہ اس کو سو میں سے اڑھائی نمبر بھی کیوں دیئے گئے۔

دوسروں کی رائے تسلیم کرنا

تو دنیوی معاملات میں ہمیشہ دوسروں کا فیصلہ ہی زیادہ صحیح اور درست ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ صوفیا نے مراقبہ کرنا کہا ہے۔ مراقبہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک انسان دوسرے کے نقائص کو دیکھے۔ اور اس طرح اصلاح کی جائے۔ اس کی مثال وہ یہ دیتے ہیں۔ کہ انسان اپنا چہرہ خود نہیں دیکھ سکتا۔ اس کے چہرے کا نقص دوسرا اسے بتا سکتا ہے۔ اسی طرح اخلاق اور معاملات میں اس کے نقائص دوسرے ہی اسے صحیح طور پر بتلا سکتے ہیں۔ اگر وہ اپنی رائے پر زور دے گا۔ تو سو میں سے ننانویں دفعہ غلطی پر ہوگا۔ لیکن اگر اپنی رائے کو چھوڑ دے گا۔ اور کثرت کے فیصلہ کو قبول کر لیگا۔ تو ننانویں دفعہ ٹھوکر سے بچیگا۔ پس جب تک تم ایمان اور اخلاق کی حفاظت کے ان ذریعوں کو استعمال نہیں کرو گے۔ تم کبھی صداقت اور راستی کو حاصل نہیں کر سکو گے۔ معاملات دنیوی میں دوسروں کی رائے تسلیم کرنے سے ہی انسان صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ گو کبھی شاذ و نادر نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس کے کسی معاملہ کے کسی حصہ میں کثرت کو بھی غلطی لگ سکتی ہے۔ مگر دوسری صورت کا نقصان اس سے بہت زیادہ ہے۔ جس سے کہ اس کا دین و ایمان بھی برباد ہو جاتا ہے۔

نصیحت اور دعا

میں سمجھتا ہوں۔ اگر اس ایک بات کو ہی اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔ اور اس پر عملدر آمد کیا جائے۔ تو نصف سے زیادہ کمزوریاں اللہ چاہے تو دور ہو سکتی ہیں۔ باقی نصف کے دور کرنے کے لئے بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے میں علاج بتلا سکتا ہوں۔ جو کسی دوسرے وقت بیان کروں گا۔ انشاء اللہ۔ امید ہے۔ تمام دوست نہ صرف اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرینگے۔ بلکہ دوسروں کے لئے بھی ان کے دین و ایمان کی حفاظت میں ممد اور معاون ہونگے۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم تمام ان ذریعوں کو استعمال میں لا سکیں۔ جن سے اخلاق اور معاملات کی صحت اور درستی ہوتی ہے۔

چشم بینا کے لئے منظر عبرت

دو سال پیشتر جاپان کے وزیر اعظم نے سید راس مسعود ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات حیدرآباد دکن سے کہا تھا کہ ہم مذہب کی زنجیروں سے آزاد ہو رہے ہیں۔ اور ہم نے (معاذ اللہ) خدا کو اپنے وطن سے جلاوطن کر دیا ہے۔ اس واقعہ کو ابھی چھ ماہ بھی نہ گذرے تھے۔ کہ جاپان میں ایک خوفناک زلزلہ آیا۔ جس کے لئے تمام دنیا میں اسکے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ جا بجا چندے جمع کیے گئے۔ لیکن ظاہر ہے کہ کروڑوں روپے کے نقصان اور لاکھوں انسانوں کی ہلاکت کے مقابلہ میں مختلف مقامات کی محقر رقوم چندہ کیا حقیقت رکھتی تھیں۔ بہر حال اس ہولناک بربادی کے بعد مارچ ۱۹۲۵ء کو شدید آتشزدگی ہوئی بڑے بڑے کارخانے جلکر راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔ اس دفعہ کے نقصانات کا اندازہ بھی کروڑوں تک پہنچا۔ ۱۴ مئی کو ایک اور تازہ خبر لنڈن سے آئی ہے کہ جاپان کے شہر کوماگایا کا جو دارالخلافہ ٹوکیو سے ۴۰ میل شمال میں واقع ہے مرکزی حصہ بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ جس سے ۲۵ ہزار باشندے بے خانماں ہو گئے ہیں۔ اور ۲ ہزار مکانات نذر آتش ہو کر خاکستر ہو گئے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حالات زندگی

حال میں دفتر تالیف و اشاعت کی طرف سے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی لکھی ہوئی سیرت مسیح موعود کا انگریزی جو ترجمہ شایع ہوا۔ اس میں مولانا موصوف کے حسب ذیل مختصر سوانح جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے لکھے ہوئے درج کئے گئے ہیں۔

مولوی عبدالکریم صاحب صانی پنجاب کے مشہور تاریخی مقام سیالکوٹ میں پیدا ہوئے تھے۔ سیالکوٹ راجہ سالباہن کی راجدھانی ہونے کے سبب سے تاریخ پنجاب میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

مولوی عبدالکریم صاحب کا خاندان اپنی ذاتی حیثیت کی وجہ سے ممتاز تھا۔ آپ کے والد ماجد چودھری محمد سلطان صاحب مرحوم سیالکوٹ کی میونسپلٹی کے ایک مشہور رکن تھے۔

تعلیم مولوی عبدالکریم صاحب کی ابتدائی تعلیم اس زمانہ کے دستور کے موافق محلہ کی مسجد کے مکتب میں شروع ہوئی جہاں انہوں نے اپنے نصاب عمر کے موافق قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ قدرت نے مولوی صاحب کو جہیر صوت اور خوش الحان بنایا تھا۔ اور جب وہ مسجد میں سعدی کی بوستان یا نظامی کا سکندر نامہ پڑھتے تھے۔ یا قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔ تو راہرو مسجد کے پاس کھڑے ہو جاتے تھے۔ ان کی آواز میں ایسا جادو اور اثر تھا۔ کہ بچہ۔ جوان۔ بوڑھا۔ عورت ہو یا مرد گذر نہ سکتا تھا۔ کھیل کود کی طرف ان کی طبیعت کو مناسبت نہ تھی۔ اس لئے اس بچپن کی زندگی میں بھی وہ عام لڑکوں کے زمرہ اور ٹولیوں میں کبھی دیکھے نہیں گئے۔

طبیعت میں متانت۔ معقولیت اور رغور کا مذاق رکھا گیا تھا۔ مشن سکولوں کا تازہ تازہ اجرا ہؤا تھا۔ اور عام طور پر مسلمانوں میں انگریزی سے نفرت تھی۔ مگر مولوی صاحب نے مشن سکول میں اپنی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں وہ سکول کے ممتاز طلبا میں سے تھے۔ کیا بلحاظ اپنی قابلیت کے اور کیا بلحاظ اپنے اعلےٰ اخلاق اور چال چلن کے۔

ملازمت انہوں نے مڈل تک بھی اپنا تعلیمی کورس پورا نہ کیا تھا۔ کہ سکول کے مینجر نے ان کو بطور ایک فارسی مدرس کے منتخب کیا۔ اور انہوں نے اپنے فرض کو ایک مدرس کی حیثیت سے نہایت عمدگی سے ادا کیا۔ یہ مدرسی دراصل پیش خیمہ تھی ان کمالات کا جو بعد میں ان سے ظاہر ہوئے۔

ترک ملازمت کر کے مبلغ حق ہو گئے پنجاب میں انگریزی حکومت کی ابتدا تھی۔ اور پادریوں کا بڑا اثر اور رسوخ تھا۔ مشن سکول میں بائبل کے ایک ٹیچر نے تعلیم کے وقت قرآن کریم کی بے ادبی کی۔ مولوی عبدالکریم صاحب اس کی برداشت نہ کر سکے۔ ان کی ایمانی غیرت نے ایک لحظہ کے لئے بھی اس بداخلاقی کو جو ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کے معلم اور خداوند مسیح کے گلہ کی بھیڑ سے سرزد ہوئی تھی۔ برداشت نہ کر سکے۔ ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ اس لئے کہ قرآن کریم کی تعلیم یہی تھی۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔

اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ مولوی صاحب کی غیرت ایمانی نے ترک ملازمت پر مجبور کر دیا۔ اور انہوں نے اپنے مادی منفاد کو ایمان پر قربان کر دیا۔ اور مدرسہ سے نکل کر ایک واعظ کی حیثیت سے نمودار ہوئے۔

سیالکوٹ کے راجہ بازار کا چوک مولوی صاحب کا لیکچر گاہ تھا۔ اور ان کی تقریروں نے پبلک پر مقناطیسی اثر کیا۔ ہندو مسلمان اور عیسائی وہاں جمع ہونے لگے مولوی صاحب ایک فصیح البیان لیکچرار اور زبردست فلاسفر کی حیثیت سے پبلک میں جلوہ گر ہوئے۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ عیسائی مشن گھبرا گیا۔ اور انہوں نے ہرچند کوشش کی کہ مولوی صاحب کو دوبارہ اپنی ملازمت میں لے سکیں۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ ملازمت انہوں نے پہلے بھی حصول معاش کے لئے نہ کی تھی۔ وہ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ اور ضروریات زندگی کے لئے خاندان فارغ البال تھا۔ اب مذہب کی محبت کی چنگاری جو دبی پڑی تھی۔ ایک شعلے کی صورت میں نمایاں ہو گئی۔ اسی زمانہ میں بعض ممتاز علماء سے آپ کے تعلقات قائم ہو گئے۔ یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے۔ کہ جیسا کہ میں تعلیم کے متعلق بیان کر آیا ہوں۔ ان کی تعلیم ابتدائی ہی ہوئی تھی۔ بعد میں اپنے ذاتی مطالعہ سے انہوں نے ایسی قابلیت پیدا کر لی تھی کہ بڑے بڑے عالم حیران تھے۔ فارسی عربی اور انگریزی زبانوں کے وہ قادر الکلام اور قادر التعلیم ماہر تھے۔ بہت ہی کم دیکھا گیا ہے۔ کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں اعلیٰ درجہ کا انشاء پرداز بھی ہو۔ اور فصیح البیان سپیکر بھی ہو۔ مگر مولوی عبدالکریم صاحب ان دونوں قابلیتوں کے ایک عمدہ نمونہ تھے۔ یہ بھی ایک خوبی ان میں تھی۔ کہ جب وہ فارسی عربی

نظارت دعوت و تبلیغ کی رپورٹ

مبلغین کا تقرر (۱) احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مولوی عبدالغفور صاحب مولوی فاضل و سند یافتہ مدرسہ احمدیہ صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ میں دورہ کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کا پتہ خط و کتابت کے لئے مفصلہ ذیل ہے:۔ معرفت شیخ شمس الدین صاحب نکونیہ بازار آگرہ۔

(۲) مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل و سند یافتہ مدرسہ احمدیہ ضلع شیخوپورہ کے دورہ پر مقرر ہیں۔

(۳) فاضل اجل مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ضلع گوجرانوالہ کا دورہ فرمائیں گے۔

مبلغین نمبر ۲ و ۳ سے سکرٹری صاحبان جماعت احمدیہ شیخوپورہ و گوجرانوالہ کے توسط سے خط و کتابت ہو سکیگی۔

مباحثات اور جلسے ۸ و ۹ و ۱۰ مئی کو حافظ روشن علی صاحب و مولوی اللہ دتہ صاحب ڈیرہ نانک کی جماعت کی درخواست پر اپنی جماعت کے سالانہ جلسہ میں تقریریں کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ڈیرہ نانک میں آریوں اور غیر احمدیوں کے سالانہ اجتماع بھی ہو رہے تھے۔ اور ممکن تھا۔ کہ غیر احمدی علماء سے مباحثات بھی ہو جائیں مولانا حافظ صاحب ڈیرہ نانک سے فارغ ہو کر ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ کو جماعت احمدیہ گوجرہ کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوئے۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس و مولوی یار محمد صاحب (ہر دو مولوی فاضل و سند یافتگان مدرسہ احمدیہ) گوجرات میں ۱۰ مئی کو اور لودی ننگل میں ۱۵ مئی کو غیر احمدی مولویوں سے مباحثہ کیا۔

سکرٹریان تبلیغ جن احباب نے ناظر دعوت تبلیغ کی ہدایات کے ماتحت باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے جو باقاعدہ رپورٹیں بھجواتے ہیں۔ ان میں سے جن احباب کی رپورٹیں ایام زیر رپورٹ میں موصول ہوئی ہیں۔ ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:۔ منشی احمد جان صاحب فیروزپور۔ بابو عبدالکریم صاحب شملہ۔ سید بشارت احمد صاحب حیدرآباد دکن مرزا برکت علی صاحب سیالکوٹ۔ اور سکرٹری صاحب تبلیغ ٹوڈیا ضلع گجرات۔

قصور قصور میں سکرٹری صاحب تبلیغ فیروزپور لکھتے ہیں قاضی عبداللطیف صاحب نے لاہور سے آ کر قصور میں ۲۸ اپریل کو آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کے موقعہ جو کانفرنس مذاہب ہوئی۔ اس میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ کی حیثیت سے تقریر فرمائی۔ جو عام طور پر پسند کی گئی۔ اور آریہ سماج

583

کے گذشتہ دنوں معترضین کے اعتراضات کا جواب علیحدہ جلسہ کرکے دیا گیا۔ جماعت فیروزپور ضلع نظام کو مضبوط کرنے ریویو کے خریدار مہیا کرنے اور راجپوت اقوام کے لوگوں کی اصلاح کے کام میں سرگرمی دکھا رہی ہے۔ (قصور تبلیغی انتظام کے لئے ضلع فیروزپور میں شامل ہے۔)

ریویو ریویو آف ریلیجنز انگریزی جو لنڈن سے باقاعدہ شائع ہوتا ہے۔ اس کیلئے احباب کو خریدار بہم پہنچانے میں سعی کرنی چاہیئے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ۔

ریویو

خورشید صداقت اس نام سے چھوٹے سائز کے ۲۸ صفحہ کی کتاب جناب خواجہ اختر صاحب نے حال میں عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ شائع کی ہے جس میں برعایت اختصار اول رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت عقل و حکمت کی رو سے ثابت کی ہے اسی ضمن میں اسلامی احکام و عقائد کی حکمت بیان کی گئی ہے۔ دوم۔ دیگر مذاہب کے مقتدروں کے آرا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیش کئے ہیں۔ سوم۔ وہ پیشگوئیاں درج کی گئی ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ میں پائی جاتی ہیں۔ غرض غیر مسلم لوگوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے قابل تعریف کوشش کی گئی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔ اور ملنے کا پتہ قادری بکڈپو چیمبرلین روڈ۔ لاہور ہے :

پنجاب کی بعض اچھوت قومیں حکومت پنجاب کے محکمہ اطلاعات نے اس نام کی ایک بالتصویر کتاب شائع کی ہے۔ جس میں صوبہ ہذا کی اچھوت اقوام کے تاریخی حالات ان کے عادات اور رسم و رواج بیان کئے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کی اصلاح کے لئے جو سرکاری کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کا ذکر ہے تصویروں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کی اصلاحی سکیم ان اقوام میں کس قدر تغیر پیدا کر رہی اور کیسی دردناک حالت سے نکال کر انسانیت کے درجہ پر لا رہی ہے۔ ان اقوام کی اصلاح سے دلچسپی رکھنے والے احباب کے لئے اس کتاب میں بہت سے معلومات درج ہیں۔ لکھائی چھپائی بہت اعلےٰ ہے۔ انفرمیشن بیورو پنجاب۔ لاہور سے بقیمت ۸ مل سکتی ہے۔ احمدی انجمنوں کے تبلیغی سکرٹری صاحبان کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ ان اقوام میں تبلیغ کی ضرورت محسوس کر سکیں :

اشتہارات

اشتہار بموجب زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲ بنام مدعا علیہ بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب جج جھنگ

باوا گنسداس چیلہ باوا آتمارام فقیر بیراگی سکنہ شورکوٹ مدعی
بنام پہلوانہ مدعا علیہ

دعویٰ ۰-۰-۲۷۰

اشتہار بنام پہلوانہ ولد حسا ذات منگل چک نمبر ۴۴۶ تحصیل جھنگ
درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ تم دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵۔ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۶/۲۵ ۱۲ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔ تحریر ۵/۲۵ ۱۸

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار بموجب زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲ بنام مدعا علیہ بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

رام پیارا ولد موہن مہرہ سکنہ جھنگ مدعی بنام شہبگ مدعا علیہ

دعویٰ ۰-۰-۸۹۰

اشتہار بنام شہبگ ولد صالموں بلوچ سکنہ چک ۱۲۳ و سلطان ولد لکھیوہ ذات بلوچ سکنہ چک ۱۸۰ تحصیل جھنگ مدعا علیہ
درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ تم دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵۔ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۶/۲۵ ۱۳ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔ تحریر ۵/۲۵ ۲۰۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار

باجلاس میاں عبدالمجید صاحب عدالتی بہادر سلطانپور راجکپور تھلہ

ہیرا سنگھ ولد بوٹا سنگھ قوم زرگر سکنہ ٹھٹہ تحصیل سلطانپور ڈگریدار
بنام
شام سنگھ ولد دیوا سنگھ ذات کمبو سکنہ ٹھٹہ تحصیل سلطانپور مدیون
ایصال مالہ ۱۷۱ روپے ۳ آنے ۷ پائی

ملفیہ بیان لوگوں سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدیون لاپتہ ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدیون جاری کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بہ تقرر ۲۲ جیٹھ سمہ ۸۲ اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر جواب دہی ڈگری کی کرے۔ تو بہتر۔ ورنہ عدم حاضری میں اس کے خلاف سلوک قانونی ہو گا۔

تحریر ۱۷ جیٹھ سمہ ۱۹۸۲

سرمہ نور! سرمہ نور!! سرمہ نور!!!

بیشمار شہادتیں ثابت کر رہی ہیں۔ کہ یہ نو سرمہ نور یقیناً ہند

غبار جالا پھولا خارش ککرے ضعف البصر وغیرہ وغیرہ کیلئے تریاق ہے — آزمائش شرط ہے

(ملنے کا پتہ)

مینیجر دواخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

تین سیٹ برائے فروخت موجود ہیں

دی ریویو اردو سنہ ۱۹۰۲ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۴ء تک مجلد ہیں۔ (۱) تشحیذ الاذہان سنہ ۱۹۰۶ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۳ء تک مجلد ہیں۔ (۳) الفضل سنہ ۱۹۱۳ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۴ء تک بلا جلد ہیں۔ ان کے جس پایہ کے مضامین ہیں۔ ان کے بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ قیمت کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت بنام عبدالرحمن کشمیری دفتر میگزین۔ قادیان۔

الخطبہ

ضلع گجرات کی ایک کشمیری قوم کی لڑکی جو بالغ جوان قرآن شریف وار دو پڑھی لکھی۔ امور خانہ داری سے واقف کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا تعلیم یافتہ برسر روزگار تنخواہ یا آمد یکصد روپیہ ماہوار تک ہو۔ کشمیری قوم کے لڑکے کو ترجیح ہو گی۔ خواہشمند دفتر امور عامہ سے خط و کتابت کریں۔ جو نمبر اعلان کا لکھا گیا ہے یعنی ۲۷/ G.B. خط و کتابت میں اس کا حوالہ ضرور دیں۔

المشتہر: ناظر امور عامہ قادیان

سرمہ نور العین

اس کے اعلیٰ اجزا موتی و ممیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب

ضرورت ہے

ہمیں ایک ایسے تجربہ کار ٹیلر ماسٹر کی ضرورت ہے۔ جو کہ سینے اور کاٹنے کا کام کر سکتا ہو۔ اور انگریزوں کو کپڑا پہنانا۔ اور اس کی نوک ٹوک دیکھنے میں بھی کامل مہارت رکھتا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جاوے گی۔ صرف تجربہ کار آدمی کی ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں کے تین چار آدمی جو کہ انگریزی کپڑے سینے میں مہارت رکھتے ہوں خط و کتابت بنام:۔

حاجی محمد اسماعیل صاحب ماسٹر ٹیلر پلٹن ۱/۱۳ رائفل بریگیڈ چھاونی پشاور

اکسیر تسہیل ولادت

ہی ایک چیز ہے۔ کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ کوئی عزیز سے عزیز بھی کام نہیں آسکتا۔ یہی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس کے استعمال سے ولادت کی مشکل گھڑیاں نہایت آسان ہو جاتی ہیں۔ قیمت بالکل معمولی معہ محصول ڈاک صرف دو روپے:

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

دولتمند ہونے کا موقعہ

لیڈران قوم وغیرہ ہمارے نے دہلی میں ایک نائٹ کالج ۶ اگست سنہ ۲۲ء سے جاری کیا ہے۔ تاکہ تعلیم کے طالب دن کے وقت اپنی معاش پیدا کریں۔ اور فرصت کے وقت رات کو یورپ۔ امریکہ۔ جرمنی جاپان کی نئی دستکاریاں سیکھ کر تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملازمت جیسی غلامی کے واسطے دربدر ٹھوکریں کھانے سے بچکر بغیر سرمایہ کے فارغ البالی سے زندگی بسر کر سکیں۔ جو اصحاب کسی وجہ سے دہلی نہیں آسکتے۔ وہ لوگ بذریعہ تحریر کام سیکھنے کی تراکیب مفت منگوا کر دستکاریاں سیکھ سکتے ہیں۔

المشتہر

پرنسپل نائٹ کالج کوچہ پنڈت دہلی

مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند۔ غبار جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند کو دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے بیساراپانی کے روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر تحفہ ہے۔ گری ہوئی پلکوں کو تندرستی دینا پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی تولہ عگر:

المشتہر

نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

ہندوستان کی خبریں

شملہ ۲۳ مئی۔ اکالیوں کی قربانیاں کے عنوان سے نابھہ جیل کے مظالم کے متعلق جو تصاویر شائع ہوئی ہیں۔ ۱۵ اور ان کے نقوش مابعد حکومت پنجاب نے بحق ملک معظم ضبط کر لئے ہیں۔

ڈیرہ اسماعیل خاں۔ ۲۴ مئی۔ ۱۵ مئی سے بہت سے ٹائیپ شدہ نوٹس دیکھنے میں آئے ہیں۔ جن میں ہندوؤں کو دھمکایا گیا ہے۔ ہندو اور مسلم جماعت کے لیڈروں کے ساتھ ڈپٹی کمشنر نے اس معاملہ پر غور کیا۔ اور معلوم ہوا۔ کہ یہ ہندو اور مسلمان مفسدوں اور فتنہ پردازوں کا کام ہے پولیس کوشش کر رہی ہے۔ کہ ان شائع کنندگان کا سراغ لگائے کسی خفیہ سازش کا احتمال بھی ہے۔

بمبئی ۲۳ مئی۔ آج جسٹس کرمپ نے مسٹر باؤلہ کے قتل کے مقدمہ میں جیوری کے فیصلہ کے ضبط تحریر میں آجانے کے بعد فیصلہ سنا دیا۔ دو ملزموں کو بری کر دیا۔ اور باقی سات ملزموں کو حسب ذیل سزائیں دیں۔ (۱) شفیع احمد عمر ۲۶ سال رسالدار پولیس اندور کو پھانسی۔ (۲) بلونت راؤ پونڈے عمر ۲۲ سال مانکاری اندور کو پھانسی (۳) شام راؤ دیواجی بگھے عمر ۲۸ سال کپتان ہوائی بیڑا کو پھانسی (۴) بہادر شاہ محمد شاہ عمر ۲۰ برس موٹر ڈرائیور اندور کو عبور دریائے شور (۵) اکبر شاہ محمد شاہ عمر ۲۳ سال اندور کو عبور دریائے شور (۶) عبد اللطیف محی الدین عمر ۲۵ سال موٹر ڈرائیور اندور کو عبور دریائے شور (۷) آنند رام کنگادھر فانسے عمر ۳۲ سال ایجوٹنٹ جنرل افواج کو عبور دریائے شور۔ ممتاز محمد اور کرامت بری کر دیئے گئے۔

لاہور ۲۳ مئی۔ گذشتہ ہفتہ کی ہڑتال کی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے ایجنٹ این۔ ڈبلیو۔ آر۔ لکھتے ہیں۔ کہ لاہور [illegible] کام کرنے کے [illegible] آدمیوں کی اور بہت سے پرانے آدمیوں کی درخواستیں وصول ہوئی ہیں۔ لاہور کے ریلوے کے کارخانوں میں جو لوگ اس وقت کام کر رہے ہیں ان کی تعداد ساڑھے چار ہزار ہے۔ ریلوے کے کارخانوں میں ٹھیکہ پر کام لینے کا تجربہ شروع کیا گیا ہے۔ صورت حالات اب بہتر ہے۔

کشور گنج کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ گذشتہ اتوار کے دن یہاں سے ۳ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں کالی دیوی پر ایک بارہ برس کی عمر کے لڑکے کی بھینٹ چڑھائی گئی۔ دوسرے دن اس لڑکے کی لاش ایک درخت کے نیچے ملی۔ جس پر کچھ پھول اور پتے پڑے ہوئے تھے۔

شملہ۔ ۲۱ مئی۔ دو اطالوی جہاں گرد سیاح یہاں پہنچے ہیں۔ انہوں نے اٹلی سے لے کر یہاں تک بائیسکلوں پر سفر کیا ہے۔ اور دنیا کے گرد بائیسکلوں پر چکر لگانا چاہتے ہیں۔

لنڈن ۱۹ مئی۔ ریوٹر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ عنقریب ہندوستان میں ایک اطلاع شائع کی جائے گی جس کی رو سے بنگال کی مجلس وضع قوانین سے بعض اختیارات چھین لئے جائیں گے۔ جو قانون حکومت ہند کی رو سے حاصل ہو چکے ہیں۔ آئندہ یہ اختیارات حکومت بنگال اجلاس مجلس کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔

میونسپل کمیٹی گوہام گاؤں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ علاقہ میونسپلٹی میں کوئی گائے بیل ذبح نہ کیا جائے۔

شملہ محکمہ تار و ڈاک کی رپورٹ ہے۔ کہ گنا ورم کے قرب و جوار میں تیس میل کے رقبہ میں تمام ڈاک خانے و تار گھر تباہ ہو گئے ہیں۔

اعلان کیا گیا ہے۔ کہ لارڈ رالنسن کمانڈر انچیف کی یادگار قائم کرنے کے لئے چندوں کی فہرست کھول دی گئی ہے۔ ارادہ ہے۔ کہ کسی اعلیٰ درجہ کے مصور سے آنجہانی کی دو تصاویر تیار کرائی جائیں۔ ان میں سے ایک لیڈی رالنسن کو پیش کی جائے۔ اور دوسری شملہ سنوڈن کمانڈر انچیف کی کوٹھی میں لگائی جائے۔

ممالک غیر کی خبریں

نیو گنی (جنوبی امریکہ) سے ایک [illegible] آیا ہے۔ اس کا بیان ہے۔ کہ جس علاقہ میں مجھے رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہاں کے لوگ [illegible] بچہ پکا کر احباب میں تقسیم کرتے ہیں۔ اور خاص خاص مواقع پر بچوں کو پھانسی دیتے اور کھا جاتے ہیں۔

وارسا ۲۱ مئی۔ یہاں کی سیاسی پولیس نے ۴۰ بولشویک گرفتار کئے ہیں۔ اور بہت سے جعلی نوٹ اس کے ہاتھ آئے ہیں۔ [illegible] بولشویکی جماعت شہر میں موجود ہے۔ اس کے صدر دفتر کی تلاشی لی گئی۔ اور بعض خفیہ کاغذات ہاتھ آئے۔

بیروت ۲۲ مئی۔ ایک موٹر کار جس میں لیگ اقوام کے ممبران کی ملیریا کمیٹی لبنان سے واپس آرہی تھی چٹان سے ٹکرا گئی۔ ڈاکٹر بارلنگ (امریکن) اور سالے بین فرانسیسی سیکرٹری مارے گئے۔ ایک اور فرانسیسی عورت اور ایک ولندیزی ڈاکٹر مولنگر بل نامی زخمی ہوئے۔

لنڈن ۲۴ مئی۔ لارڈ ریڈنگ اور لیڈی ریڈنگ نے کل ملک معظم کے ساتھ بکنگھم محل میں لنچ تناول فرمایا۔

لنڈن ۲۱ مئی۔ مسٹر امین کو بہم نے برطانوی ایمپائر لیگ میں لنچ کے موقع پر رائے ظاہر کی۔ کہ اگر آلہ جات پرواز اچھی قسم کے ہوں۔ تو ایورسٹ کی چوٹی پر چڑھا جا سکتا ہے۔ اس کا فوٹو لیا جا سکتا ہے۔ اور اس کی پیمائش وغیرہ کی جا سکتی ہے صاحب موصوف نے امید ظاہر کی ہے کہ اس پر کامیابی سے چڑھا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہوائی جہازوں کے ذریعہ کھانے کا بندوبست کیا جا سکے۔ اور وہ اوپر سے کھانا پہونچا سکیں۔ سر سیفٹن برینکر بھی اس جلسہ میں شریک تھے۔

پیرس ۲۱ مئی۔ اخبارات بیان کرتے ہیں۔ کہ پولیس نے چار اشخاص ایک روسی، ایک امریکن، ایک انگریز اور ایک رومانیہ کے رہنے والے کو اس الزام میں گرفتار کیا ہے کہ انہوں نے سات ہندوستانی جواہرات کے بیچنے والوں سے ستر لاکھ فرینک کے جواہرات چرا لئے ہیں۔

قاہرہ ۲۱ مئی۔ احمد پاشا ماہر۔ جو زاغلول پاشا کے زمانہ میں وزیر تعلیم تھے۔ سرلی سٹاک کے قتل کے سلسلہ میں گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ نیز نوکراشی بے کی گرفتاری کے احکام بھی جاری کر دئے گئے ہیں۔ جو زاغلول کے زمانہ میں صیغہ داخلہ کے معتمد تھے۔

پیرس ۲۲ مئی۔ رباط کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمنوں (مجاہدین ریف) کی نقل و حرکت شمالی جانب خاص وقعت رکھتی ہے۔ اور بیان کیا گیا ہے۔ کہ (غازی) عبد الکریم اپنی فوجوں کو مجتمع کر رہے ہیں۔

لنڈن ۲۱ مئی۔ ٹائمز کا نامہ نگار مقیم پیرس لکھتا ہے کہ مراکو میں تازہ دم فوج کی کافی تعداد پہونچ چکی ہے۔ تاکہ سرحد کی خوب حفاظت کی جائے۔ اور مدافعانہ کارروائی کی بجائے جس پر اب تک عمل ہوتا رہا ہے۔ جارحانہ کارروائی بھی کیجائے تمام محاذ جنگ کو مورچہ بند کیا جا رہا ہے۔

اخبارات میں اس مضمون کا اعلان شائع ہوا ہے۔ کہ امپیریل بنک لنڈن کی وساطت سے زر اعانت مجاہدین ریف کی پہلی قسط (تیرہ ہزار روپیہ) جو براہ راست مجاہدین کبیر غازی عبد الکریم کی خدمت میں تیتوان بھیجی گئی تھی۔ اس کا ڈرافٹ لنڈن سے واپس آگیا ہے۔ اور اس پر حلقہ جنگ کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ جن کے یہ معنی ہیں۔ کہ بنک حسب وعدہ روپیہ پہونچانے سے قاصر ہے۔